بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعلیم الایمان

زندگی کا مقصد

مصنف

مولانا مفتی محمد مصطفیٰ مفتاحیؒ

(چیرمین ایمانیات سنٹر حیدرآباد، اے پی)

ناشر: عظیم بک ڈپو، نزد جامع مسجد دیوبند، یوپی

حق طباعت غیر محفوظ

(بغیر کسی تبدیلی کی چھپوانے کی عام اجازت ہے)

نام کتاب:۔ بچوں کواللہ کی پہچان کرانے کا طریقہ

مصنف:۔ مولانا مفتی محمد مصطفیٰ مفتاحیؒ

سنہ طباعت:۔ ۲۰۰۹ء

تعداد اشاعت:۔ 500

کمپیوٹر کتابت:۔ گریٹ گرافکس، جمال مارکٹ، حیدرآباد۔

ناشر:۔ عظیم بکڈپو، دیوبند، یوپی، انڈیا۔ پن کوڈ 247554

09997177817

☆☆☆☆☆

اس کتاب کے علاوہ اسماءِ الٰہی میں غور وفکر کے لئے ہماری کتاب تعلیم الایمان کے تمام حصے پڑھئے اور ایمان بالکتب، ایمان بالرسالۃ، ایمان بالآخرۃ، ایمان بالقدر (تقدیر) پر شعوری اور عقلی اعتبار سے ایمان پیدا کرنے کے لئے "ایمانِ مفصل کو سمجھانے کا طریقہ" پڑھئے، اس کے علاوہ اولاد کو مسلمان بنانے اور لڑکیوں کو شادی سے پہلے باشعور بنانے والی دونوں کتابیں ضرور پڑھئے اور اپنے خاندان میں تحفہ دے کر دعوتِ دین کا حق ادا کیجئے۔

عظیم بکڈپو دیوبند یوپی سے ہماری تمام کتابیں حاصل کر سکتے ہیں۔

فہرست مضامین

سلسلہ	مضامین	صفحہ
۱	زندگی کا مقصد جانے بغیر زندگی گذاری جارہی ہے	5
۲	کائنات کی تمام چیزیں مقصد کے تحت پیدا کی گئی ہیں	5
۳	انسان کہاں سے آرہا ہے؟	8
۴	انسانی زندگی کے سفر میں دنیا کی زندگی کو سمجھنے کی مثال	10
۵	دنیا کی اس زندگی کے بعد انسان کی زندگی ختم نہیں ہوتی	11
۶	دنیا میں انسان کیوں آیا ہے یعنی زندگی کا مقصد کیا ہے؟	13
۷	عبادت پہچان (معرفت) کے ساتھ کرنے کی شرط ہے	14
۸	اللہ تعالیٰ کو بغیر دیکھے پہچان کر اطاعت کرنے کی شرط کیوں رکھی گئی؟	14
۹	دنیا ہی انسان اور جن کی زندگیاں بنانے کی اصل جگہ ہے	15
۱۰	پہچان کی آزادی کی وجہ سے انسانوں کے تین گروپ بن گئے	16
۱۱	آخر دنیا کی زندگی کا مقصد عبادت کو کیوں بنایا گیا؟	16
۱۲	اسلام کا تصور عبادت	17
۱۳	دنیا کے نظام زندگی پر غور کیجئے	19
۱۴	صرف نماز پڑھنا ہی عبادت نہیں بلکہ نماز بھی عبادت ہے	20
۱۵	عبد کے مفہوم کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیجئے	21
۱۶	عبد اور غلام کے مفہوم کو بھی اچھی طرح سمجھئے	21
۱۷	نوکر اور غلام میں فرق ہوتا ہے	22
۱۸	نماز، روزہ، زکوۃ اور حج اسی بندگی وغلامی کو اختیار کرنے کی مشق و تربیت ہے	23
۱۹	دوسری مخلوقات کے مقابلہ انسانوں سے عبادت کا مطالبہ کیوں کیا گیا؟	25
۲۰	کائنات کی تمام مخلوقات سوائے جن اور انسان کے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں ہیں، پھر خاص طور پر انسان اور جن عبادت کریں تو کونسا کمال ہے؟	25
۲۱	فرشتے ارادہ اور شعور کے ساتھ عبادت کرتے ہیں	27

سلسلہ	مضامین	صفحہ
۲۲	انسان نفس اور شیطان کا مقابلہ کرکے عبادت کرتا ہے	28
۲۳	بے شعور، روایتی اور تقلیدی ایمان والے اپنے آپ کو پوری طرح مقصد زندگی پر نہیں ڈال سکتے	29
۲۴	ہر عمل کو عبادت بنانے کے شرائط کیا ہیں؟	29
۲۵	انسانوں کی ایک کثیر تعداد اللہ کو مانتی ہے مگر پہچانتی نہیں	31
۲۶	پہچان نہ رکھنے والوں کے عقائد	31
۲۷	غافل اور بے شعور انسان اللہ تعالیٰ کی عبدیت و بندگی سے دور ہوتے ہیں	35
۲۸	پاگل انسان کی زندگی پر غور کیجئے (مثالیں)	36
۲۹	جانوروں کی زندگی پر غور کیجئے (مثالیں)	39
۳۰	مال حرام کی مثال غلاظت کی طرح ہے	47
۳۱	اکثر لوگوں کے ذہنوں میں یہ بات بیٹھی ہوئی ہے کہ نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج ہی عبادت ہیں دوسری چیزوں کو عبادت نہیں کہا گیا	54
۳۲	مسلمانوں کی اطاعت کا انداز اس مثال سے کیجئے (شاندار مثال)	58
۳۳	اللہ کی معرفت رکھنے والوں کا عقیدہ بھی صحیح ہوتا ہے اور وہ زندگی کے ہر قدم پر عبدیت و بندگی اختیار کرتے ہیں (مثالیں)	59
۳۴	کیا اللہ تعالیٰ مخلوقات کی عبادت و بندگی کا محتاج ہے؟	66
۳۵	اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے انسانوں ہی کو فائدہ ہے اللہ کو کوئی فائدہ نہیں	69
۳۶	دنیا کی زندگی میں حرام و حلال رکھا ہی اس لئے گیا کہ انسان اطاعت و غلامی کرے	73
۳۷	انسان و جن کے علاوہ دوسری مخلوقات کو گناہ کرنے کا اختیار و آزادی نہیں	73
۳۸	اللہ تعالیٰ نے انسانوں اور جنوں کو اختیاری عبادت کی آزادی دے کر بہت بڑا احسان کیا ہے	74
۳۹	تمام مذاہب کے مقابلہ میں اسلام ہی انسانوں کو زندگی کا مقصد بتلاتا اور مشق کرواتا ہے	74
۴۰	مسلمانوں کی زندگی کا دوسرا اہم مقصد	78
	عبدیت و بندگی سے منہ موڑنے پر دنیا میں بھی عذاب آسکتا ہے	79

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمُ

اَفَحَسِبۡتُمۡ اَنَّمَا خَلَقۡنٰکُمۡ عَبَثاً وَّ اَنَّکُمۡ اِلَیۡنَا لَا تُرۡجَعُوۡنَ المومنون ۱۱۵

ترجمہ : کیا تم نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ ہم تمہیں فضول ہی پیدا کیا ہے، اور تمہیں ہماری طرف کبھی پلٹنا ہی نہیں ہے۔

زندگی کا مقصد جانے بغیر زندگی گذاری جارہی ہے

انسانوں کی زندگیوں کا اگر جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ انسانوں کی ایک بہت بڑی تعداد زندگی کا مقصد جانے بغیر ہی زندگی گذار رہی ہے اور دنیا سے گھاٹے اور خسارے کا سودا کر کے جا رہی ہے۔ غیر مسلم تو غیر مسلم مسلمان بھی جو قرآن مجید پر ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں اور دن رات قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں اُن کی بھی ایک کثیر تعداد زندگی کے مقصد ہی سے واقف نہیں اس کی اصل وجہ قرآن مجید کو سمجھے بغیر تلاوت کرنا ہے۔ یہ انسانوں کیلئے بہت ہی اہم اور ضروری سوال ہے کیونکہ اس کو جانے بغیر انسان دنیا کی زندگی کامیابی اور سکون کے ساتھ نہیں گذار سکتا۔ دنیا میں زندگی گذارنے کیلئے انسانوں کو زندگی کا مقصد جاننا اور سمجھنا بہت ہی ضروری ہے۔

کائنات کی تمام چیزیں مقصد کے تحت پیدا کی گئی ہیں

رَبَّنَا مَا خَلَقۡتَ هٰذَا بَاطِلًا ۔آل عمران ترجمہ: اے ہمارے رب تو نے یہ کائنات فضول نہیں بنائی ہے

انسان جانتا ہے کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ نے جتنی چیزوں کو پیدا کیا ہے اُن کو بیکار اور بے مقصد پیدا نہیں کیا بلکہ ان کو کچھ نہ کچھ اور کسی نہ کسی مقصد کے تحت ہی پیدا کیا ہے۔ اور انسان بہت ساری چھوٹی بڑی چیزوں کے مقصد سے خوب اچھی طرح واقف ہوتا ہے انسان جتنی چیزیں استعمال کرتا مثلاً دوکان، مکان، موٹر، سیکل موٹر، ٹیلی فون، پن، پنسل، کرسی، الماری، جوتا، چپل، گھڑی، پنکھا، وغیرہ ان تمام چیزوں کے مقصد سے واقف رہتا ہے۔ اسی طرح دنیا کی بڑی بڑی چیزیں مثلاً آسمان، سورج، چاند، ستارے، جھاڑ، پہاڑ، ہوا، پانی، آگ، چرند پرند، دھات، سونا، چاندی، لوہا وغیرہ، ان تمام چیزوں کے مقاصد سے بھی واقف رہتا ہے، اگر مقصد معلوم نہیں تو اُن کو معلوم کرنے کی سائنس دان رات دن

کوشش کرتے ہیں۔ ذرا غور کیجئے کہ جب انسان کائنات کی چیزوں کے مقصد سے اچھی طرح واقف رہتا ہے تو کیا اس کو خود اپنی زندگی کا مقصد معلوم نہیں کرنا چاہیے؟ کیا وہ بغیر مقصد کو جانے ہی زندگی گذارے گا؟

افسوس تو اس بات کا ہے کہ دنیا کا بڑے سے بڑا پڑھا لکھا اور بے پڑھا لکھا انسان میز' کرسی' ریڈیو' ٹی وی' ٹیپ ریکارڈ' پنکھا' مشین' سیکل' موٹر سیکل' وغیرہ یا پھر سورج' چاند' زمین' آسمان' ہوا' پانی' جھاڑ' پہاڑ' آگ' مٹی' چرند' پرند' وغیرہ یہاں تک کہ گوبر کے مقصد سے تک واقف رہتا ہے کہ گوبر کھاد کے لئے استعمال کیا جاتا ہے تو کیا خود انسان کو اپنی زندگی کا مقصد معلوم کرنا نہیں چاہیے؟۔

افسوس کہ دنیا میں آنے والے انسان کو اپنی زندگی کا مقصد ہی نہیں معلوم ہے

دنیا کے انسانوں کا جائزہ لیں تو ہمیں یہ نظر آتا ہے کہ اکثر انسان اپنی زندگی کا حقیقی مقصد جانے بغیر زندگی گذار رہے ہیں۔ یہ عقلمندی اور ہوشمندی کی بات نہیں' اسکے برعکس انسان دنیا میں کوئی بھی کاروبار کرتا ہے تو اسکو اسکا مقصد معلوم رہتا ہے اور وہ مقصد کو جانے بغیر کوئی کام کرنا' بے وقوفی نادانی اور پاگل پن سمجھتا ہے۔ مثلاً اگر وہ تجارت کرتا ہے یا نوکری کرتا ہے یا تعلیم حاصل کرتا ہے تو دوکان' مدرسہ اور دفتر جانے کے مقصد سے واقف رہتا ہے اور اُسی کے تحت وہ اپنے کام انجام دیتا ہے۔

☆ **ایک بچے کو اسکول جانے کا مقصد معلوم ہوتا ہے۔**
☆ **ایک تاجر کو دوکان جانے کا مقصد معلوم رہتا ہے۔**
☆ **ایک ملازم کو آفس جانے کا مقصد معلوم ہوتا ہے۔**
☆ **ایک مسافر کو اپنے سفر کا مقصد معلوم ہوتا ہے۔**

اگر کسی دفتر جانے والے انسان کو دفتر جانے کے بعد یا دوکان جانے کے بعد یا اسکول جانے کے بعد کھیل' تماشا' یا سینما دیکھنے کی ترغیب دی جائے تو وہ دفتر' اسکول اور دوکان کے اوقات میں اسکو خلاف مقصد سمجھتا ہے اور انکار کردے گا اور اپنا پورا پورا وقت دفتر' اسکول اور دوکان ہی کے کاموں پر صرف کرتا رہے گا۔ اپنے اوقات کو برباد نہیں کرتا، ایک شخص ممبئی جاتا ہے تو اس کے سفر کا ایک نہ ایک

مقصد ضرور ہوتا ہے بغیر مقصد کے وہ سفرنہیں کرتا' اگر کوئی بغیر مقصد کے سفر کرتا تو وہ دیوانہ' پاگل اور مجنوں کہلائے گا۔اسی طرح کسی بس یا ریل میں سفر کرنے والے انسان سے ہم یہ سوال کریں کہ آپ کہاں سے آ رہے ہیں؟ کیوں سفر کر رہے ہیں؟اور کہاں جا رہے ہیں تو وہ انسان فوراً جواب دے گا کہ میں فلاں جگہ سے آ رہا ہوں اور فلاں کام کے لئے نکلا ہوں اور فلاں جگہ جا رہا ہوں۔مگر افسوس ایک دنیا میں آنے والے انسان کو جب دنیا میں آنے کا مقصد معلوم نہیں ہوتا تو وہ دنیا کے اوقات کو مقصد کے خلاف گذارے گا اور نقصان اور گھاٹے میں رہے گا اور بے وقوف بن کر زندگی گذارے گا چنانچہ انسانوں کی اکثریت سے جب یہ تین سوالات کئے جائیں تو وہ صحیح جواب نہیں دیتے۔

(۱) آپ کہاں سے دنیا میں تشریف لائے تو وہ کہیں گے نہیں معلوم

(۲) آپ دنیا میں کیوں آئے ہیں تو کہیں گے نہیں معلوم

(۳) آپ دنیا کی زندگی ختم ہونے کے بعد کہاں جائینگے تو کہیں گے نہیں معلوم

کسی لڑکے کو اسکول جانے کا مقصد معلوم نہ ہو تو وہ لڑکا اسکول جا کر لکھنے پڑھنے اور امتحان دینے کے بجائے کھیل کود اور شرارت میں وقت خراب کر کے اپنی اسکول کی زندگی کو برباد کردے گا اور ماں باپ کی طرف سے جو بھی فیس' کتابیں' کاپیاں' یونیفارم' سواری خرچ آیا اور نوکرانی کا خرچہ کھانے پینے کے تمام کے تمام خرچوں کو بیکار اور برباد وضائع کردے گا۔

ایک مالک اپنے نوکر کو ایک خاص مقصد کے تحت کسی مقام کیلئے سفر پر روانہ کرے اور وہ نوکر اپنے سفر پر آنے کے مقصد ہی کو یاد نہ رکھے تو پھر نوکر اپنے مقصد کے تحت کام نہیں کرسکتا اور اپنے مالک کی طرف سے جو بھی مدد اور نعمتیں ملتی ہیں مثلاً ٹکٹ' سفر کا خرچ' کھانے پینے اور ہوٹل میں ٹھیرنے اور ٹیکسی میں پھرنے کے اخراجات' یہ تمام کے تمام خرچوں کو ضائع و برباد کردے گا،اگر نوکر اپنے سفر کے مقصد کو بھول جائے یاد نہ رکھے تو تمام سہولتوں اور خرچوں کو غلط استعمال کر کے اپنے سفر کے مقصد کے خلاف عمل کرے گا اور مالک کا حکم پورا کرنے کے بجائے روپئے پیسوں کو کھیل کود' ناچ گانے' فلمیں' شراب' جوا اور عیش وعشرت میں خرچ کر کے اپنے سفر کے مقصد کو برباد کر کے لوٹ جائیگا۔

بالکل اسی طرح اگر کسی انسان کو دنیا میں آنے کا مقصد معلوم نہ ہو تو وہ اپنی زندگی کو مقصد کے

خلاف گذار کر کھیل کود تماشوں اور عیش وعشرت میں گذار کر تباہ و برباد کردے گا اور اللہ کی طرف سے جو نعمتیں اور مدد انسان کو ملی ہیں مثلاً زندگی کی نعمت' وقت کی نعمت' علم کی نعمت' روپئے پیسے کی نعمت' بیوی بچوں کی نعمت' آنکھ' کان' زبان' ہاتھ' پیر' دل و دماغ' جسم وقوت غرض ان تمام کی تمام نعمتوں کو غلط استعمال کر کے نہ صرف اپنی دنیا ہی کو برباد کرے گا بلکہ آخرت کی زندگی کو بھی تباہ وتاراج کردے گا آج کروڑہا انسانوں کو دنیا میں آنے کا مقصد ہی نہیں معلوم جس کی وجہ سے تقریباً دنیا کے اکثر انسان اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی تمام طاقتوں' قوتوں' اور نعمتوں کو زندگی کے مقصد کے خلاف استعمال کر کے اپنی زندگی کو برباد کررہے ہیں اور زندگی کے مقصد کے خلاف چل رہے ہیں، جب انسان کو زندگی کا مقصد معلوم نہیں رہتا تو وہ کبھی بھی مقصد زندگی کے تحت زندگی نہیں گذار سکتے اور وہ زندگی کے ہر قدم پر مقصد کے خلاف ہی چلیں گے، اسلئے ایک عقلمند اور سمجھدار انسان کو دنیا میں آنے کے بعد ان تین سوالات کے جوابات معلوم کر کے زندگی گذارنا ضروری ہے تب ہی وہ کامیاب زندگی گذار سکتا ہے **(۱) انسان کہاں سے آرہا ہے؟ (۲) کیوں آیا ہے؟ (۳) کہاں جارہا ہے؟** اسلئے کہ اسکے سامنے ہر روز اس کے دوست احباب اور رشتہ دار کوئی نہ کوئی دنیا سے چلے جاتے ہیں۔

انسان کہاں سے آرہا ہے؟

عام انسانوں کا خیال یہ ہوتا ہے کہ ان کی زندگی ماں کے پیٹ سے قبر کے گڑھے تک ہی ہے یعنی پیدا ہونا اور پھر مرجانا' وہ دنیا میں دوسری مخلوقات کی طرح پیدا ہوتے اور پھر مرجاتے ہیں یا پھر مرجانے کے بعد اپنے گناہوں سے پاک ہونے کیلئے بار بار جنم لیتے ہیں مگر ایسا نہیں ہے۔انسان کی زندگی اوپر سے آرہی ہے جو عالم ارواح ہے یہ کوئی چھوٹی موٹی زندگی نہیں' صرف 60-70-80 سال کا سفر نہیں' ماں کے پیٹ سے قبر کے گڑھے تک ہی کی زندگی نہیں بلکہ انسان لامحدود زندگی کے سفر پر چل رہا ہے جو بہت دور سے آرہا ہے اور بہت دور تک جانے والا ہے۔

ذرا غور کیجئے اللہ تعالیٰ نے سورج' چاند' زمین' آسمان' ہوا' پانی کو تو ہزاروں سال سے پیدا فرمار کھا ہے اور ابھی نہیں معلوم کتنے سال تک باقی بھی رکھے گا؟ تو ذرا غور کیجئے کہ انسان جو ان تمام چیزوں سے اشرف اور اعلیٰ ہے اشرف المخلوقات ہے' وہ کیسے 60-70-80 سال میں ختم ہوجائے گا؟ جب

اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو ان کی پشت سے ساری ان اولادوں کو نکالا جو قیامت تک دنیا میں آنے والی تھیں۔ اُن کو ایک وادی میں جمع کیا' اربوں کھربوں انسان جو قیامت تک آنے والے تھے۔ انکا مجموعہ تھا' روحیں جمع کر دی گئیں' ہر ایک کی جوڑی بھی وہیں قائم کر دی گئی' جس کا جس سے نکاح ہونے والا تھا' وہ عورت اور مرد ایک دوسرے کے پاس کھڑے ہوئے تھے۔ گویا وہیں پر میاں بیوی بنا دیئے گئے اور ان سب کو حق تعالیٰ نے اپنا جمال دکھلایا جس کی وجہ سے ہر ایک انسان کے دل میں اپنے مالک کی محبت قائم ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے اُن سب سے کلام فرمایا اور ارشاد فرمایا **اَلَسۡتُ بِرَبِّكُمۡ** (کیا میں تمہارا پروردگار نہیں) تمام انسانوں نے جواب دیا **بلیٰ** (بیشک آپ ہمارے پروردگار ہیں) تو سب انسانوں نے اللہ تعالیٰ کے مالک اور رب ہونے کا اقرار کیا اور اس کی ربوبیت کو مانا' حق تعالیٰ نے فرمایا اس عہد کو نہیں بھولنا: (تم سب کو دنیا میں بھیجا جائے گا۔ وہاں میں تم کو تمہاری سر کی آنکھوں سے نظر نہیں آؤنگا۔ دنیا میں مجھے بغیر دیکھے صحیح پہچان کر میری اطاعت وعبادت کرنا ہوگا میری عبدیت وبندگی اختیار کرنا تمہاری زندگی کا مقصد ہے۔)

میں انبیاء علیہم السلام کو بھیجوں گا وہ آ کر تمہیں میرا تعارف کروائیں گے اور میری ہی عبدیت وبندگی کی دعوت دیں گے پھر دنیا میں زندگی گذار کر دوبارہ میرے سامنے آنا ہوگا۔ میں تمہاری دنیوی زندگی کا پورا پورا حساب لونگا۔ اس عہد کو جو تم نے کیا ہے نہ بھولنا۔ اور یہ نہ کہنا کہ ہمیں تو کسی نے کچھ بتلایا ہی نہیں' ہم کو تعلیم ہی نہیں دی قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ''قیامت کے دن یہ کہنے کا موقع نہیں ہوگا کہ ہم تو غافل تھے' نہ کسی کو رب جانتے تھے اور نہ کسی کو مالک وخالق۔ کسی نے بتلایا ہی نہیں تھا۔

اور پھر ارشاد فرمایا اے آدم! میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اپنی ربوبیت کا اقرار سب کے دل میں ڈال دیا' زمین کو گواہ کیا' آسمان کو بھی گواہ کیا اور اپنا جمال دکھلا کر اپنی محبت پیدا کر دی اور سوال کا جواب دلا کر اپنی ربوبیت کا اقرار کر لیا کہ میں تم سب کا رب ہوں اور یہ کہ تم غافل نہیں ہونا' گویا تاکید بھی فرما دی۔ یہی وجہ ہے کہ ہر ایک انسان کی فطرت میں یہ اقرار موجود ہے اور ہر انسان چاہے وہ کہیں کا بھی ہو اور کسی قوم وفرقہ کا ہی کیوں نہ ہو اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کا عشق اور محبت ڈالی ہوئی ہے اور وہ اپنے مالک کیلئے تڑپتا اور اُس سے محبت رکھتا ہے جسے ہر انسان محسوس کر سکتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام آ کر اُسے دعوت دیتے ہیں اور انسان کو اللہ تعالیٰ کا تعارف کروا کر محبت کو ظاہر کرنے کا طریقہ

بتلاتے ہیں۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ انسان کی زندگی وہاں سے شروع ہوئی ہے پھر اُس اقرار کے بعد تمام انسانوں کو حضرت آدمؑ کی پشت میں لوٹا دیا گیا۔ اسکے بعد آدم علیہ السلام کی اولاد ہوئی' پھر اولاد کی اولاد' انسان اپنے والد کی پشتوں میں منتقل ہوتے رہے تو انسان کی پہلی منزل آدم علیہ السلام کی پشت اور پھر باپ در باپ کی طرف منتقل ہوتا ہوا ماں کے پیٹ میں آیا۔ وہاں ۷۔۸۔۹ مہینے رہنے کے بعد دنیا میں آتا ہے انتقال کے معنیٰ منتقل ہونا ہے پھر دنیا میں ۷۰۔۸۰۔۹۰ سال کی زندگی گذار کر (آخرت) عالم برزخ یعنی قبر کی طرف منتقل ہوتا ہے۔ عالم برزخ جو دنیا اور آخرت کے درمیان کی جگہ ہے' وہاں سے انتقال کرے گا تو پھر حشر کے میدان میں منتقل ہوگا اور پھر حشر کے میدان سے انتقال کرے گا تو پل صراط پر اور وہاں سے انتقال کرے گا تو جنت یا دوزخ میں منتقل ہوجائے گا جو اس کا اصلی ٹھکانہ اور قیام گاہ متعین ہوجائے گی۔

غرض انسان نکلا ہے آدمؑ کی پشت سے اسکا ابتدائی مقام عالم الست (عالم ارواح) ہے اور وہ جارہا ہے جنت کی طرف یعنی اسکا ٹھکانہ جنت ہے۔ اس سفر کے دوران انسان کو مختلف اسٹیشنوں پر ٹھیرنا پڑتا ہے' انسان کی زندگی کے یہ اسٹیشن باپ کی ریڑھ کی ہڈی' پھر ماں کا پیٹ اور پھر دنیا اور دنیا کے بعد قبر کا گڑھا' عالم برزخ' حشر کا میدان' پل صراط' ہیں پھر اس کا اصلی ٹھکانہ جنت یا جہنم آجاتا ہے۔

انسانی زندگی کے سفر میں دنیا آخرت کی کھیتی ہے

مشہور حدیث ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا آخرت کی کھیتی ہے جو یہاں بوئیں گے وہی آخرت میں کاٹیں گے۔ جس طرح دنیا کی ریل گاڑی مختلف اسٹیشنوں پر ٹھیرتی ہوئی منزل تک پہونچ جاتی ہے درمیانی اسٹیشن اس کی اصل منزل نہیں ہوتے' بس اسی طرح انسانی زندگی میں انسان اپنے اس زندگی کے سفر پر مختلف اسٹیشنوں پر سے ہوتا ہوا گذر رہا ہے اور درمیان میں اس کے لئے دنیا بھی ایک اسٹیشن ہے' جہاں اس کو ایک خاص مقصد کے لئے ٹھرایا جارہا ہے یہیں سے وہ اپنی منزل کو بنا سکتا ہے یا تباہ و برباد کرسکتا ہے' انسانی زندگی کے سفر میں دنیا ہی ایک ایسا اسٹیشن ہے جہاں سے وہ اپنی آخرت کو بنا سکتا ہے یا بگاڑ سکتا ہے۔

انسانی زندگی کے سفر میں دنیا کی زندگی کو سمجھنے کی ایک مثال

دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ ایک انسان اپنا وطن دہلی چھوڑ کر دوسرے مقام مثلاً سعودی عرب نوکری اور تجارت کی غرض سے جاتا ہے اس کو اس بات کا اچھی طرح احساس اور یقین ہوتا ہے کہ مجھے ایک مدت تک ہی سعودی عرب میں رہنا ہوگا' جب میرا ویزا ختم ہوجائے گا تو مجھے یہاں سے نکال دیا جائے گا اور مجھے میرے وطن واپس جانا ہوگا۔ وہ یہ احساس اور فکر رکھتے ہوئے دن رات ایک کر کے اپنے آپ کو عیش وآرام' کھیل کود اور ہر قسم کی فضولیات سے الگ رکھ کر یہاں تک کہ تعطیلات وغیرہ میں بھی اوور ٹائم کرتے ہوئے خوب محنت کرتا رہتا ہے اور جو کچھ کماتا ہے وہ سارے کا سارا اپنے وطن دہلی کو منتقل کرتا چلا جاتا ہے اب اگر اس سے کوئی یہ کہے کہ آپ یہاں اتنی تکلیف کیوں اُٹھا رہے ہیں ایک عالی شان بنگلہ اور کوٹھی بنا لیجئے اور ہر قسم کے عیش کا سامان زندگی جمع کر لیجئے' اور آرام سے زندگی گذاریئے اتنی محنت ومشقت کیوں اُٹھا رہے ہیں تو وہ کہے گا کہ میرا وطن یہ نہیں ہے مجھے یہاں مختصر مدت تک ٹھیرنے کی اجازت ہے پھر مجھے یہاں سے نکال دیا جائیگا۔ اس مختصر سے قیام کیلئے میں اپنی کمائی کو یہاں برباد کرنا نہیں چاہتا تھوڑے دن تکلیف اور مشقت اُٹھالونگا پھر وطن دہلی واپس جا کر اسی کمائی سے آرام کی زندگی گذاروںگا' بس اسی طرح انسان کی اس زندگی میں دنیا کے اسٹیشن کی مثال ہے اور یہاں آخرت کی کمائی کرنا ہے۔ اور دنیا میں مختصر سی مدت تک رہ کر آخرت کیلئے جمع کرنا ہے۔

دنیا کی اس زندگی کے بعد انسان کی زندگی ختم نہیں ہوتی

انسان اپنی اس زندگی کے سفر میں ایک عالم سے دوسرے عالم میں منتقل یعنی انتقال کرتا چلا جاتا ہے۔ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ انسان کو جلا دینے سے یا دفن کر دینے سے یا گدھ اور چیل کو کھلا دینے سے انسان کی زندگی ختم ہوجاتی ہے۔ یعنی انسان کی زندگی ماں کے پیٹ سے قبر کے گڑھے تک ہی ہے۔ ایسا نہیں ذرا غور کیجئے انسان کو دو چیزیں دی گئی ہیں ایک جسم دوسری اس کی روح' انسان جب مر جاتا ہے تو روح پہلے ہی نکل جاتی ہے۔ سوار اُتر جانے کے بعد سواری کو جلا دینے یا توڑ دینے یا دفن

کرنے سے سوار ختم نہیں ہو جاتا' آپ نے دیکھا ہوگا کہ جب ایک انسان ایر پورٹ جانے کے لئے اپنے گھر سے نکلتا ہے تو سب سے پہلے آٹو رکشا لیتا ہے پھر ایر پورٹ آ جانے کے بعد وہ اپنی سواری (آٹو) کو چھوڑ کر ایر پورٹ کی بس میں سوار ہو جاتا ہے پھر ہوائی جہاز قریب آ جانے کے بعد بس کو بھی چھوڑ کر ہوائی جہاز میں بیٹھ کر منزل کی طرف چل پڑتا ہے اور پھر منزل آ جانے کے بعد ہوائی جہاز کو بھی چھوڑ دیتا ہے اب ذرا سوچیئے کہ سوار اتر جانے کے بعد آٹو رکشا یا بس یا ہوائی جہاز کو جلا دیں یا توڑ پھوڑ دیں یا دفن کر دیں تو کیا سوار ختم ہو جائیگا؟ سواری کو جلا دینے سے سوار ختم نہیں ہوتا۔ اسی طرح جسم کو جلا دینے یا دفن کر دینے یا پانی میں بہا دینے سے روح ختم نہیں ہوتی روح تو باقی رہتی ہے۔

انسانی سفر میں دنیا انسان کیلئے امتحان و آزمائش کی جگہ ہے

انسانی سفر میں انسان کے لئے دنیا کی زندگی دراصل امتحان و آزمائش کی جگہ ہے۔ اس امتحان کی خاطر انسان کو یہاں مختصر مدت کے لئے ٹھیرنا ہے اور جب امتحان کا وقت ختم ہو جاتا ہے تو وہ اس اسٹیشن سے نکال دیا جاتا ہے۔ انسان کی زندگی کے مختلف اسٹیشن باپ کی ریڑھ کی ہڈی' ماں کا پیٹ' قبر کا گڑھا' اور حشر کا میدان' پل صراط' امتحان گاہ نہیں ہیں اور نہ ان اسٹیشنوں میں اس کا کوئی امتحان ہوتا ہے۔ اس کی زندگی کے سفر میں امتحان کی صرف اور صرف ایک ہی جگہ ہے وہ ہے دنیا کا اسٹیشن۔ اس اسٹیشن پر انسان صرف ایک ہی مرتبہ آتا ہے بار بار نہیں آتا اور اس کو صرف ایک مرتبہ ہی امتحان دینا ہے۔ اب اگر کوئی انسان اس اسٹیشن کی حقیقت کو نہ سمجھے تو وہ امتحان کے اوقات کو بیکار اور ضائع کر دے گا اور گھاٹے وخسارے میں زندگی گذارے گا۔ باپ کی ریڑھ کی ہڈی میں وہ منی کی شکل میں ہوتا ہے وہاں سے انتقال کر کے ماں کے پیٹ میں آتا ہے اور وہاں اس کو دنیا کی زندگی کیلئے جسم اور اعضاء دیئے جاتے ہیں تاکہ وہ جسمانی اعضاء کے ساتھ دنیا میں اللہ تعالیٰ کو پہچاننے کی آزادی رکھے اور اللہ تعالیٰ کو ماننے یا نا ماننے والے اعمال اختیار کر کے اچھے یا بُرے اعمال کا ثبوت دے۔ پھر وہ دنیا کی زندگی کے بعد عالم برزخ میں حساب و کتاب کے دن تک ٹھہرا رہتا ہے تاکہ قیامت قائم ہونے کے بعد اس کی محنتوں کے سارے اثرات اس دن دیکھ سکے اور اپنی محنتوں کا پھل یا بدلہ پا سکے پھر قیامت قائم ہوگی اور اس کی اس دنیا والی امتحانی زندگی کا حساب لیا جائے گا اور پھر اس کی کامیابی و

ناکامی کا نتیجہ ظاہر کردیا جائے گا انسانی زندگی کے اس پورے سفر میں دنیا کی یہ زندگی انسان کے لئے بہت اہم ہے اسی سے وہ اپنی زندگی بنا سکتا ہے یا بگاڑ سکتا ہے۔ سورۃ العصر میں اللہ تعالیٰ نے دنیا کی اس زندگی کے تیزی سے گذرتے ہوئے وقت ہی کی قسم کھا کر انسانوں کو ان کے گھاٹے اور خسارے کا احساس دلایا ہے اور ایمان و اعمال صالحہ اختیار کرنے کی تلقین کی ہے۔

مگر اس کے باوجود دنیا میں ہزاروں لاکھوں انسان غیر مسلم تو غیر مسلم مسلمان بھی دنیا ہی کو اصلی ٹھکانے سمجھ کر دنیا کے اس اسٹیشن پر عیش و عشرت، ناچ گانے، جوا، ریس، شراب، زنا ہی میں زندگی گذار رہے ہیں اور وہ اپنے مقصد زندگی کے خلاف چل رہے ہیں۔

دنیا میں انسان کیوں آیا ہے؟ یعنی زندگی کا مقصد کیا ہے؟

انسان کو زندگی کے مقصد سے واقف ہونا بہت ضروری ہے مقصد زندگی ہی وہ چیز ہے جو انسانی زندگی کو بنانے یا بگاڑنے میں پورا پورا دخل رکھتی ہے۔ زندگی کا مقصد اگر غلط ہے یا انسان زندگی کے مقصد سے واقف نہ ہو تو زندگی بگاڑ کا شکار ہو جاتی ہے اور فساد سے بھر جاتی ہے اور اگر زندگی کا مقصد معلوم ہو اور درست ہو تو زندگی ہر اعتبار سے کامیاب گذرے گی اور ایسے انسان دنیا اور آخرت میں کامیاب زندگی گذاریں گے۔

اسلام کا مطالبہ ہے کہ انسان شعوری زندگی گذارے، انسانی عقل کا بھی یہی تقاضا ہے خود انسان کے مقام اور مرتبہ کے لحاظ سے اور اشرف المخلوقات ہونے کا بھی یہی تقاضا ہے کہ انسان شعوری زندگی گذارے۔ کیونکہ بے شعوری کی زندگی جمادات، نباتات، حیوانات، پیڑ، پودے، پتھر، اور جانوروں کی ہے انسان کا تو طرہ امتیاز ہی اس کا شعور ہے اور اس کو اختیار و آزادی ہے کہ وہ دل، دماغ، اور حواس سے کام لے کر باشعور زندگی گذارے۔ اگر وہ اپنی ان صلاحیتوں کو استعمال نہ کرے اور غفلت اور بے شعوری کی زندگی گذارے تو وہ پیڑ، پودوں، پتھروں سے بھی گیا گذرا بن جائے گا۔ قرآن مجید نے جن اور انسان کی دنیا کی زندگی کا مقصد یہ بتلایا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو بغیر دیکھے پہچان کر اُسی کی عبادت و بندگی کریں۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ - ترجمہ: میں نے جن و

انسان کو (اپنی پہچان کے ساتھ) عبادت و بندگی کرنے کیلئے پیدا کیا ہے۔ وہ صرف میری ہی عبادت کریں۔ اس سے صاف ظاہر ہوا کہ انسانوں اور جنوں کے آنے کا مقصد یہ ہے کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کریں کسی دوسرے کی نہیں۔ اگر وہ عبادت میں لگے رہیں تو انہوں نے زندگی کا مقصد حاصل کر لیا' عبادت میں نہ لگے رہیں تو ان کی زندگی بیکار ہو جائے گی۔ مقصد پورا نہ ہوگا۔

عبادت پہچان کے ساتھ کرنے کی شرط ہے

اس آیت میں اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ سے مراد مفسرین نے الا لیعرفون بتایا ہے کہ انسانوں اور جنوں کو اللہ تعالیٰ اپنی پہچان کیلئے پیدا کیا اور پہچان کے ساتھ عبادت کرنے کیلئے پیدا کیا۔ گویا لیعبدون میں ل یـعـرفـون چھپا ہوا ہے ایک حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ابن آدم! میں نے تجھے اپنی اطاعت کیلئے پیدا کیا اور باقی تمام مخلوقات کو تیری خدمت کیلئے۔ تجھ پر میرا یہ حق ہے کہ میرے بتائے ہوئے مقصد زندگی سے نظریں ہٹا کر اُن چیزوں کا نہ ہو کر رہ جائے جو میں نے تیرے لئے پیدا کی ہیں۔ ابن آدم! تو مجھے تلاش کر' مجھے پالے گا اگر تو نے مجھے پالیا تو گویا ہر چیز کو پالیا اور اگر تو مجھے ہی نہ پا سکا تو پھر کسی بھی چیز کو نہ پا سکے گا۔ چاہیے کہ میں تیری نظر میں ہر شئے سے زیادہ پیارا بن جاؤں۔

دنیا دراصل امتحان اور آزمائش کی جگہ ہے دنیا کی اس امتحان گاہ میں اللہ تعالیٰ کسی کو سر کی آنکھوں سے نظر نہیں آتا اور انسانوں اور جنوں پر یہ لازم اور ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو بغیر دیکھے پہچانیں اور مانیں اور اُسی کی عبادت و بندگی کریں جس طرح دنیوی امتحانات میں کوئی ایک سوال اہم اور ضروری ہوتا ہے اور اس کو حل کئے' جواب دیئے' بغیر دوسرے سوالات قبول نہیں کئے جاتے بالکل اسی طرح دنیا کی اس امتحان گاہ میں اللہ تعالیٰ کو بغیر دیکھے وحی الٰہی کی تعلیمات کے مطابق صحیح پہچاننا ضروری ہے ورنہ اگر صحیح پہچان نہ ہو تو دوسری تمام اطاعتیں غلط ہو جائیں گی۔

اللہ تعالیٰ کو بغیر دیکھے پہچان کر اطاعت کرنے کی شرط کیوں رکھی گئی؟

انسان اور جن دنیا کی زندگی میں اسباب کے درمیان پیدا کئے گئے ہیں اور دنیا کو دارالاسباب بنایا گیا دنیا کی اس امتحانی زندگی میں انسانوں اور جنوں کی ضرورتیں اسباب سے پوری ہوتی ہوئی بظاہر نظر آتی

ہیں، اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کا بہت سارا مظاہرہ اسباب کے ذریعہ کرتا ہے۔ ایسی صورت میں بظاہر انسان اور جنوں کو نفع ونقصان اسباب سے نظر آتا ہے اور بظاہر وہ اپنی زندگی اسباب سے بننے اور بگڑنے کو دیکھتے رہتے ہیں اور وہ دن رات' اسباب سے فائدہ یا نقصان اٹھاتے ہیں، دنیا کی زندگی میں انسان کو اس بات کی بھی پوری آزادی اور چھوٹ ہے کہ وہ اسباب کے درمیان میں رہ کر اسباب سے فائدہ اُٹھا کر اللہ تعالیٰ پر نگاہ جمائیں یا اسباب ہی کو اصل سمجھیں، اللہ تعالیٰ کو اپنا مالک پروردگار مانیں یا اسباب سے پلنے کا تصور رکھیں، وہ اگر چاہیں تو اللہ تعالیٰ کی عبادت و بندگی کریں یا مخلوقات کی عبادت و بندگی کریں، اس آزادی واختیار کی وجہ سے انسان پیغمبروں کی تعلیم کا انکار کر کے یا تو اللہ تعالیٰ کا انکار کرسکتا ہے یا اللہ تعالیٰ کے ساتھ اسباب کو شریک کر کے مخلوقات کی بھی بندگی وغلامی کرسکتا ہے یا پھر پیغمبروں کی تعلیم کو مان کر صرف اللہ تعالیٰ ہی کو اپنا مالک و پروردگار مان کر خالص اُسی کی بندگی وغلامی کرسکتا ہے دنیا کی زندگی میں اللہ کی صحیح پہچان کے ساتھ عبادت و بندگی کی شرط ہے، اگر پہچان غلط ہوجائے تو عبدیت و بندگی بھی غلط ہوجائیگی اور انسان کا کوئی عمل آخرت میں اجروثواب کا مستحق نہ رہے گا۔

دنیا ہی انسان اور جن کی زندگیاں بنانے کی اصل جگہ ہے

انسان اپنی زندگی کے سفر پر مختلف اسٹیشنوں پر سے ہوتا ہوا گذر رہا ہے' زندگی کے تمام اسٹیشنوں میں سے سوائے دنیا کے کسی اسٹیشن پر انسانوں سے اللہ تعالیٰ کو بغیر دیکھے پہچاننے اور ماننے کا مطالبہ نہیں کیا جارہا ہے، اس کی زندگی کے تمام اسٹیشنوں میں سے صرف دنیا ہی ایک ایسا اسٹیشن ہے جہاں پر اللہ تعالیٰ کو بغیر دیکھے پہچان کر ماننے کی شرط رکھی گئی اور اسی اسٹیشن پر عبدیت و بندگی کرنے کا اس سے مطالبہ کیا جارہا ہے اسی اسٹیشن پر وہ اختیار وآزادی رکھتا ہے اور اُسی آزادی و اختیار سے اسی اسٹیشن پر وہ اللہ تعالیٰ کو صحیح پہچان سکتا ہے یا انکار کرسکتا ہے اور اسی اسٹیشن پر فرمانبرداری و نافرمانی کا اختیار رکھتا ہے، باقی دوسرے اسٹیشنوں پر اس کو یہ آزادی واختیار نہیں گویا اسی اسٹیشن سے وہ اپنی اصل زندگی بناسکتا ہے یا بگاڑسکتا ہے اور اس کی زندگی کے پورے سفر میں اور تمام اسٹیشنوں میں دنیا ہی اس کیلئے بننے اور بگڑنے کی اہم جگہ ہے۔

پہچان کی آزادی کی وجہ سے انسانوں کے تین گروپ بن گئے

دنیا کے اس اسٹیشن پر بغیر دیکھے پہچاننے کی آزادی واختیار کی وجہ سے انسانوں کے تین گروپ بن گئے۔

(۱) پہلا گروپ اللہ تعالیٰ کا انکار کرتا ہے۔

(۲) دوسرا گروپ اللہ تعالیٰ کو مانتا ہے مگر پہچانتا نہیں۔

(۳) تیسرا گروپ اللہ تعالیٰ کو صحیح مانتا اور صحیح پہچانتا ہے۔

اس کی تفصیل ہم آگے بتلائیں گے۔اس تشریح سے یہ معلوم ہوا کہ ایک گروپ اپنے مالک کا انکار کررہا ہے، دوسرا مالک کو مانتا ہے مگر پہچانتا نہیں۔تیسرا صحیح مانتا اور صحیح پہچانتا ہے۔

ایمان کے صحیح ہونے پر ہی اعمال کی قبولیت کا دارومدار ہے

اس سے پہلے یہ بات بتلائی گئی کہ اللہ تعالیٰ کی صحیح پہچان ہونے سے ہی انسان کا ایمان صحیح ہوگا اور ایمان کے صحیح ہونے پر ہی اعمال کی قبولیت کا دارومدار ہے انسانوں کے وہی اعمال، اعمال صالح بن سکتے اور عبادت کا درجہ پا سکتے ہیں جو حالت ایمان میں کئے جائیں، جن کا ایمان ہی صحیح نہ ہوگا ان کا عمل، نہ عمل صالح بنے گا اور نہ قبولیت کا درجہ پائے گا، جس انسان کا ایمان ہی صحیح نہیں ہوگا اس کی عبدیت و بندگی بیکار ہوجائے گی اور اس کے نیک اعمال ضائع و برباد کردیئے جائیں گے۔اسلئے انسان پر بہت ضروری ولازمی ہے کہ وہ دنیا کی اس زندگی میں سب سے پہلے اپنے مالک کو صحیح پہچان کر اس پر ایمان لائے اور صحیح پہچان کے ساتھ اس کی عبدیت وبندگی کرے اس تشریح سے یہ بات سمجھ میں آرہی ہے کہ پہلے دو گروپ ناکام اور خسارے کی زندگی گذار رہے ہیں اور انشاء اللہ کامیابی صرف تیسرے گروپ کو ہوگی، اس لئے کہ پہلا گروپ تو اللہ تعالیٰ کو مانتا ہی نہیں اور دوسرا گروپ اللہ تعالیٰ کو مانتا ہے مگر پہچان نہیں رکھتا، آگے ان تینوں گروپوں کے حالات پیش کئے جائیں گے۔

آخر دنیا کی زندگی کا مقصد عبادت کو کیوں بنایا گیا؟

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر انسان عبادت اور پرستش میں لگا رہا تو زندگی کے دوسرے کاروبار کیسے

کرے گا؟ جبکہ اس کو دنیا میں بہت ساری ذمہ داریاں ادا کرنا ہے تب ہی وہ اپنی زندگی صحیح گذار سکتا ہے اگر وہ صرف عبادت کرتا بیٹھا رہے تو پھر وہ آخر اپنے اس مقصد کو کیسے حاصل کرے گا' اور اگر وہ کچھ دیر عبادت کر کے باقی زندگی کو جیسے چاہے گذار لے تو کیا وہ اپنے مقصد زندگی کو حاصل کر سکے گا؟ اور کیا اس کی زندگی اللہ کی عبدیت و بندگی میں گذرنے والی کہلائے گی؟ آخر وہ اس مقصد کو کیسے حاصل کرے؟۔

اسلام کا تصوّرِ عبادت

جب انسان کی زندگی کا مقصد عبادت ہے تو عبادت کا مفہوم جان لینا اس کے لئے بہت ضروری ہے' جب تک وہ عبادت کا ٹھیک ٹھیک مطلب نہ سمجھے اس وقت تک وہ کیسے جان سکتا ہے کہ وہ صحیح طریقے پر عبادت کر رہا ہے اگر وہ عبادت کے مفہوم کو جانے بغیر عمل کرتا رہا تو اس کی محنت ناقص' یا غلط طریقے پر چلی جائے گی اور وہ اپنی زندگی کے سرمائے کو بے مقصد کاموں میں خرچ کر دے گا اور گھاٹے وخسارے میں پڑ جائیگا۔

اسلام کے تصور عبادت اور دوسرے مذاہب کے تصور عبادت میں زمین وآسمان کا فرق ہے' دوسرے مذاہب انسانوں کو دنیا کے کام دھندوں سے الگ ہوکر' کچھ دیر کے لئے خاص قسم کی شکل وصورت اختیار کر کے' کسی خاص جگہ اور خاص وقت میں کچھ خاص قسم کے اعمال اختیار کرنے کو اور باقی زندگی جیسے چاہے گذار لینے کو عبادت و پرستش کا تصور دیتے ہیں ان کے نزدیک حلال وحرام' پاک و ناپاک جائز وناجائز کا کوئی تصور ہی نہیں ہوتا وہ سمجھتے ہیں کہ ہفتہ میں ایک مرتبہ کسی خاص دن عبادت گاہ میں جمع ہوکر یا پھر خاص قسم کے کپڑے پہن کر' یا پھر نیم برہنہ ہوکر' گلے میں مالے ڈال کر یا ہتھیار ڈال کر یا بیوی' بچوں اور کاروبار کو چھوڑ کر سنیاس لیکر یا پھر کسی درخت یا پہاڑ پر بیٹھ کر تپسیہ کرنے یا اپنے آپ کو شادی جیسی نعمت سے الگ رکھ کر نن' سسٹر اور برادر بن کر یا بت کے اطراف گول پھیرے مار کر یا کسی دیوی دیوتا کے سامنے معصوم بچے کو بھینٹ چڑھا کر یا گوشت نہ کھا کر زندگی گذارنے کو عبادت سمجھتے ہیں۔ یہ ہرگز عبادت نہیں اس کو عبادت نہیں کہتے کسی نے زبان سے بات نہ کرنے کو یا منہ پر کپڑا باندھے رکھنے کو یا بھیک مانگ کر زندگی گذارنے کو (یعنی لوگوں کے صدقہ وخیرات سے پیٹ بھرنے کو) یا کئی کئی من تیل' گھی جلانے کو یا پھر دودھ جیسی نعمت کو پیر سے گرا کر بہانے کو یا سانپ کو

دودھ پلا کر عبادت سمجھا ہے یہ عبادت نہیں اور اس کو عبادت نہیں کہتے، یہ ایک غلط اور گمراہ تصور ہے انسان اور جن کو اس طرح کی گمراہ زندگی کیلئے نہیں پیدا کیا گیا اور نہ اس طرح عبادت کرنے کی تعلیم دی گئی، بہت سے لوگوں کا خیال ہے کہ دنیا کو یا دنیا کی چیزوں کو ترک کرنے ہی سے عبادت ہوسکتی ہے' بیوی' بچوں' مال اور تجارت کام' دھندوں میں رہ کر اور غذائیں کھا کر گوشت' کھا کر عبادت نہیں کی جاسکتی' عبادت نفس کو کچلنے اور جسم کو اذیتیں دینے سے کی جاسکتی ہے مگر اسلام ترک دنیا اور ترک خواہشات سے منع کرتا ہے اس لئے کہ ترک دنیا اور ترک خواہشات کے بعد انسانی معاشرہ رحمت' ہمدردی' غم گساری' محبت وشفقت صبر وایثار پرورش ونگہداشت جیسے انمول اخلاقی ہیروں سے محروم ہوجاتا ہے اور انسانوں کی بستی جنگل کی آبادی سے کچھ کم نہ ہوگی یا پھر یوں سمجھئے کہ انسانی بستی اور پاگلوں کی بستی میں کوئی فرق نہ رہے گا۔ اسلام نے یہ تعلیم دی کہ انسان اللہ تعالیٰ کی عبدیت وبندگی کو اختیار کرنے کیلئے حالت ایمان میں دن رات کے تمام کاموں اور ذمہ داریوں کو خالص اللہ تعالیٰ کے لئے اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں کرے تو وہ عمل عبادت کہلاتا ہے یعنی من چاہی زندگی چھوڑ کر رب چاہی زندگی اختیار کرنے کو عبادت کہتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان والوں کو یہ تعلیم دی کہ اللہ تعالیٰ کی عبدیت وبندگی یہ نہیں ہے کہ انسان غیر فطری طریقوں پر اپنے جسم وجان کو مشقتوں میں ڈالے اور ان کے تقاضے پورا نہ کرے بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تعلیم دی کہ اللہ تعالیٰ کی عبدیت وبندگی اختیار کرنے کیلئے اپنے جسم وجان کو غیر ضروری مشقتوں میں نہ ڈالے اور ان کے تقاضے کو جائز طریقوں سے پورا کیا جائے اور جسم وجان کا ہر فطری تقاضہ اعتدال اور شرعی توازن کے ساتھ پورا کیا جائے۔ عبدیت وبندگی کا یہ تقاضا بتلایا گیا کہ دنیا میں رہو' دنیا کے لوگوں کے ساتھ زندگی گذارو' حلال رزق کمانے کیلئے نوکری' اور تجارت یا ہنر اختیار کرو' شادی بیاہ کرو' اللہ کی پیدا کردہ نعمتوں کا استعمال صحیح طریقے سے کرو، بیوی بچوں کو پالو، لوگوں کی اصلاح کرو، ان کی کڑوی کسیلی باتوں کو برداشت کرو، مصیبت پریشانیوں کو برداشت کرو، عدل و انصاف کرو جھوٹ کا مقابلہ کرکے سچ بولو' اور زندگی کے ہر قدم پر اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری کرکے اپنی زندگی کو عبادت بناؤ غلومت کرو، حد سے مت گذر جاؤ، اعتدال کے ساتھ زندگی گذارو، یاد رکھیئے اسلام ایک فطری مذہب ہے اور فطرت سے ہٹ کر حکم نہیں دیتا، ایک انسان فطرت سے ہٹ

کر دو قدم بھی نہیں چل سکتا مثلاً اسلام انسانوں سے یہ مطالبہ نہیں کرتا کہ وہ زندگی بھر گوشت نہ کھائیں یا زندگی بھر گیروے رنگ کے یا خاص رنگ کا لباس پہنیں یا وہ نکاح سے دور رہیں یا انسانی آبادیوں سے دور رہ کر جنگلوں میں زندگی گذاریں؟ نن سسٹر برادر بن جائیں یا سنیاس لے لیں' تو ایسی صورت میں انسان اپنی فطرت کے خلاف نہیں چل سکتا اور ناکام ہو جاتا۔ اسلام فطری دین ہے اور فطرت ہی کے مطابق چلانا چاہتا ہے اور انسانوں کو یہ تعلیم دیا ہے کہ انسان اپنی ۲۴ رگھنٹوں کی زندگی کو اللہ تعالیٰ کی عبدیت و بندگی میں گذارنا چاہتا ہو تو نماز کے بعد مسجد کے باہر والی زندگی' بازاروں اور دوکان و تجارت والی زندگی' گھر اور محلّہ کی زندگی' دوست احباب رشتہ داروں کے ساتھ والی زندگی' اقتدار اور کرسی والی زندگی' مصیبت اور پریشانی اور خوشحالی کی زندگی' بیماری اور صحت مندی کی زندگی' خوشی وغم کی زندگی' پیدائش اور موت کی زندگی' دوستی و دشمنی کی زندگی میں اللہ تعالیٰ کو بغیر دیکھے اللہ تعالیٰ کی محبت میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں پر اگر کرتا رہے تو اس کی زندگی کا ہر منٹ اور ہر سکنڈ عبدیت و بندگی میں شمار کیا جائے گا اور وہ اللہ تعالیٰ کا عبد اور بندہ کہلائے گا۔

دنیا کے نظام زندگی پر غور کیجئے

اللہ تعالیٰ نے دنیا کو کچھ اس طرح بنایا ہے کہ انسان کو ۲۴ رگھنٹے مختلف کام انجام دیتے رہنا ہے تب ہی وہ دنیا کی زندگی کو گذار سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس پر جو ذمہ داریاں رکھی ہیں ان کو وہ ادا کرسکتا ہے' اگر وہ ادا نہ کرے تو دنیا فساد کا شکار ہو جاتی ہے۔ مثلاً دنیا کی اس زندگی میں نکاح بھی کرنا ہے' اہل وعیال کیلئے حلال روزی کمانا ہے' تجارت ونوکری نہ کرے تو اس کا اور اس کے اہل وعیال کا جینا مشکل ہو جاتا ہے۔ نکاح نہ کرے تو جائز طریقے سے اپنی خواہشات نفس کو پورا نہیں کرسکتا اولاد کی تعلیم و تربیت کا بھی انتظام کرتا ہے اور اگر تعلیم وتربیت نہ کرے تو انسان جہالت اور اندھیروں میں جا گرے گا' ماں باپ اور رشتے داروں کے حقوق ادا نہ کرے تو انسانیت خود غرض اور بے حس ہو جائے گی۔ حکومت واقتدار سنبھال کر اللہ کی زمین پر اللہ کے قوانین جاری کرنا' لوگوں کو اچھائی کا حکم کرنا اور بُرائی سے روکنا ہے۔ پردہ کرنا' طہارت سے رہنا' وضو اور غسل کرنا' کپڑے پہن کر ستر کو چھپانا' عدل وانصاف کرنا' غریبوں کی مدد کرنا' دنیا میں ظلم وزیادتی اور فساد کو مٹانا ہے۔ نفسانی خواہشات کو جائز

طریقوں سے پورا کرنا' جان و مال کی حفاظت کرنا' غرض انسان پر مختلف قسم کی ذمہ داریاں لگا کر دنیا میں بھیجا گیا ہے۔ اب ایسی صورت میں انسان صرف اور صرف عبادت میں رہے تو پھر وہ کیسے دنیا کے کاروبار انجام دے سکتا ہے اور اپنی مختلف ذمہ داریوں کو کیسے ادا کرسکتا ہے' وہ درختوں اور پہاڑوں کی طرح ایک جگہ کھڑا کر کے نہیں پیدا کیا گیا وہ جانوروں کی طرح محدود ذمہ داریوں کے ساتھ نہیں پیدا کیا گیا ہے بلکہ ۲۴ رگھنٹے مختلف ذمہ داریوں کے ساتھ پیدا کیا گیا اسی لئے اس کو ۲۴ رگھنٹے مختلف کام انجام دیتے رہنا ہے تب ہی وہ زندگی گذار سکتا ہے۔

صرف نماز پڑھنا ہی عبادت نہیں بلکہ نماز بھی عبادت ہے

Namaaz is not only the pray but Namaaz is also a Pray, and Namaaz is the Suprem Method of Pray.

اسلام نے ایمان والوں کو عبادت کا جامع اور کامل تصور دیا ہے اور انسان کی ۲۴ رگھنٹوں کی زندگی کو عبادت بناتا ہے۔ اسلام میں صرف نماز پڑھنا ہی عبادت نہیں بلکہ نماز بھی عبادت ہے تمام عبادتوں میں سب سے بڑی عبادت نماز ہے نماز ایمان اور کفر کے درمیان فرق کرنے والی چیز ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے نماز کو ڈھایا اُس نے دین کو ڈھایا اور جس نے نماز کو قائم کیا اس نے دین کو قائم کیا جس کی نماز صحیح اتری اس کے دوسرے اعمال بھی صحیح نکلیں گے اور جس کی نماز ہی میں خرابی اور گڑبڑ ہو اس کے دوسرے اعمال گڑبڑ ہوجائیں گے، اللہ تعالیٰ کی یاد قائم کرنے کا سب سے بڑا طریقہ نماز ہے نماز کافر اور مسلمان میں فرق پیدا کرنے والی چیز ہے۔ نماز اِنسان میں مقصد حیات کی یاد کو بار بار تازہ رکھتی ہے۔ انسان کو مسلمان ہونے کا احساس دلاتی ہے' اطاعت امیر' مساوات' کا جذبہ اور نظم وضبط پیدا کراتی ہے۔

مگر اس کے باوجود نماز ہی عبادت نہیں بلکہ نماز بھی عبادت ہے اور تمام عبادتوں میں سب سے افضل و اعلیٰ عبادت نماز ہے۔ نماز مومن کی معراج ہے نماز کے ذریعہ بندہ اپنے رب سے تعلق و ربط قائم کرسکتا ہے اگر ایک انسان نماز ہی پڑھتا رہے اور مسجد میں بیٹھا رہے تو پھر زندگی کے دوسرے تمام کاروبار کیسے کرے گا؟ آیا وہ صرف نماز ہی میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت و بندگی کرے اور مسجد سے باہر نکل کر زندگی کے دوسرے کاروبار میں اطاعت و بندگی سے دور رہے تو اس کی زندگی مقصد کے تحت

کیسے چلے گی؟ اس لئے اسلام یہ چاہتا ہے کہ انسان جس طرح نماز' روزہ اور حج میں اللہ تعالیٰ کی عبدیت و بندگی اختیار کرتا ہے اُسی طرح مسجد سے باہر زندگی کے دوسرے تمام کاموں میں بھی اللہ تعالیٰ ہی کی عبدیت و بندگی اختیار کرے اگر اُس نے ایسا کیا تو نماز کے بعد اس کی زندگی کے دوسرے اعمال کو بھی عبادت کا درجہ ملے گا اور اس کے ہر کام کو عبادت میں شمار کیا جائے گا

اسلام یہ نہیں چاہتا کہ ایک انسان حالت نماز میں تو اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرادی کرے اور نماز کے بعد زندگی کے دوسرے تمام کاموں میں جی کی خواہش پر زندگی گذارے۔ حالت نماز میں تو اللہ تعالیٰ کا عبد اور بندہ بنا رہے اور پھر مسجد سے باہر نکل کر شیطان کی غلامی میں زندگی گذارے۔

عبد کے مفہوم کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیجئے

انسان کی پیدائش کا مقصد ہی عبادت ہے اور اِسی مقصد سے انسان انسان بنتا ہے بندہ عبد ہے اور لفظ عبد سے عبادت بنا ہے۔ یہ عربی زبان کا لفظ ہے اس کے معنی بندہ اور غلام کے ہیں۔ چونکہ بندہ عبد ہے اس لئے اس سے عبدیت ظاہر ہونی چاہیے ایک بندے کو اپنے معبود ہی کی عبادت واطاعت کرنی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

بندگی اور غلامی کے مفہوم کو بھی اچھی طرح سمجھئے

جب کوئی غلام اپنے مالک کو مالک مان کر اسکی دل سے تعظیم کرتا ہے اور اسکی ہر حکم میں اطاعت و فرمانبرداری کرتا ہے تو اسی کو غلامی اور بندگی کہتے ہیں۔ ایک غلام اور لونڈی کا کیا کام ہوتا ہے کہ **سب سے پہلے وہ اپنے مالک کو پہچانے اور اُسے ہی اپنا مالک مانے، دوسرے اسکی دل سے عزت و محبت و تعظیم کرے، تیسرے اس کے حکموں پر جان نثار کرے۔**

اس تشریح سے غلامی و بندگی کے مفہوم کو ذہن میں رکھ کر ہم اپنی زندگی کا مقصد اور عبادت کو آسانی سے سمجھ سکتے ہیں کہ ہمارا رویہ اپنے مالک و پروردگار کے ساتھ کیسا ہونا چاہیے۔ وہ یہ کہ ہم سب سے پہلے مالک کو پہچانیں اور اُسے ہی اپنا مالک و پروردگار اور حاکم مانیں اس کے سوا کسی دوسرے کو اس کی جگہ نہ مانیں پھر اُسی کو محبت' عزت واحترام تعظیم کے لائق سمجھیں اور اُسی کی باقاعدہ تعظیم بجالائیں اور

اُسی کے شکر گذار رہیں۔ تیسرے یہ کہ ہر وقت ہر گھڑی اُسی کی اطاعت وفرمانبرداری بجالائیں' کسی بھی وقت اس کے حکم کی خلاف ورزی نہ کریں اور خلاف ورزی کرنے کو گناہ سمجھیں ان ہی تین چیزوں کا نام عبادت ہے یعنی پہچان' تعظیم' اور اطاعت۔

جب انسان اور جن اللہ تعالیٰ کے بندے اور غلام ہیں تو یہ بندگی اور غلامی کچھ دیر کیلئے نہیں ۲۴ ر گھنٹوں کے ہر منٹ اور ہر سکنڈ کی غلامی ہے، غلام کو غلام ہی بن کر رہنا ہوگا غلام اپنی مرضی پر نہیں ہر گھڑی ہر لمحہ اس کی مرضی پر زندگی گذارتا ہے مسلم ہو یا غیر مسلم سب کے سب اللہ تعالیٰ کی زمین پر رہتے اور اللہ تعالیٰ کے آسمان کے نیچے سوتے اور اللہ تعالیٰ کی ہوا استعمال کرتے اور اللہ تعالیٰ کا پانی پیتے اور اللہ تعالیٰ ہی کی پیدا کردہ غذائیں کھاتے ہیں' چونکہ اللہ تعالیٰ ہی اس کائنات کا اکیلا مالک ہے۔ لہذا اللہ تعالیٰ ہی کی بندگی وغلامی کرنا انسان اور جن پر لازمی اور ضروری ہے، اگر انہوں نے کچھ دیر کیلئے بھی اپنے مالک کی بندگی وغلامی سے منہ موڑا تو یہ گویا بغاوت اور نافرمانی ہوگی اور مالک کے ساتھ نمک حرامی ہوگی اور مالک کے ساتھ بے وفائی ہوگی ایک غلام کچھ دیر کیلئے تو غلام بن جائے اور پھر من مانی کرتا پھرے ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا، اس کو غلام نہیں کہتے۔

نوکر اور غلام میں فرق ہوتا ہے

دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سارے لوگ کسی حکومت کے نوکر ہوتے ہیں اور نوکری کے لحاظ سے جو جو کام ان کے ذمہ ہوتا ہے وہ بس اُتنا ہی کرتے اور چلے جاتے ہیں ان کی اطاعت صرف نوکری کی حد تک اور وہ بھی مخصوص کاموں میں ہوتی ہے وہ محدود وقت کے لئے نوکری کرتے ہیں نوکری ختم ہونے کے بعد وہ آزاد ہوتے اور اپنی مرضی پر زندگی گذارتے ہیں مگر غلامی اس کے بالکل برعکس ہوتی ہے، غلام ۲۴ گھنٹوں کا غلام ہوتا، غلام ہر گھڑی ہر لمحہ اپنے آقا کے اشاروں کا منتظر رہتا ہے اور اپنے آقا کی خدمت کے لئے تیار رہتا ہے، ایک شخص نے ایک غلام خریدا اور اُس سے پوچھا کہ تو کیا کھائے گا، غلام نے کہا جو آپ کھلائیں گے پھر پوچھا تو کیا پیئے گا' غلام نے جواب دیا جو آپ پلائیں گے' پھر اُس نے پوچھا تو کیا پہنے گا؟ تو اُس نے جواب دیا: جو آپ پہنائیں گے پہنوں گا! پھر پوچھا تو کیا کرے گا؟ اس نے کہا جو آپ حکم دینگے! اس شخص نے کہا کہ اللہ کے بندے تیری بھی کچھ مرضی ہے یا نہیں؟ تو غلام نے

جواب دیا کہ اگر میری مرضی ہوتی تو میں غلام نہ ہوتا! جب انسان اور جن اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی قوتوں سے کام لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی چیزوں سے فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ غرض زندہ رہنے کیلئے اللہ تعالیٰ ہی کے قانون کی پابندی کررہے ہیں اور اسکی بندگی اور غلامی کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں تو پھر زندگی کے تمام کاموں میں اپنی مرضی اور خواہش پر کیسے چلیں گے؟ غلام کو تو اپنے آقا ہی کی غلامی کرنی ہوگی۔ بندے کو اپنے معبود ہی کی عبدیت و بندگی کرنی ہوگی، یہاں عبدیت سے مراد یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کو پہچان کر اس کی عظمت و بزرگی کو مانے اور اپنی ذلت و بے بسی کو محسوس کر کے اللہ تعالیٰ ہی کی فرمانبرداری واطاعت کرے اور کوئی عمل و حرکت اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف نہ ہونے دے۔

اسی عبدیت وغلامی کیلئے انسانوں کو عقل واختیار دیا گیا، اسی عبدیت و بندگی کو سمجھانے کیلئے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتابیں نازل فرمائیں، اور اسی عبدیت وغلامی کو سمجھانے کیلئے نبی اور رسول انسانوں میں بھیجے گئے۔ چنانچہ اگر ایک بندہ کچھ دیر کیلئے تو اللہ کا غلام بن جائے اور پھر باقی اوقات میں وہ غلام نہ رہے اور اپنی مرضی پر زندگی گذارے تو پھر انسان کی زندگی کا مقصد باقی نہ رہے گا۔

نماز، روزہ، زکوۃ، حج اِسی غلامی و بندگی کو اختیار کرنے کی مشق و تربیت ہے

نماز، روزہ، زکوۃ اور حج کو انسانوں پر فرض کرنے میں اللہ تعالیٰ کی ایک حکمت یہ بھی سمجھ میں آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو مقصد زندگی کی مشق اور تربیت کرانے کیلئے بھی ان عبادتوں کو فرض کیا ہے، تاکہ انسان نماز، روزہ، زکوۃ اور حج جیسی فرض عبادتوں کو ادا کر کے ۲۴ رگھنٹے والی زندگی کی عبدیت و بندگی کی مشق کرتا رہے اور عبدیت و بندگی کیلئے تیار ہو جائے اور ۲۴ گھنٹے اللہ تعالیٰ کی عبادت کا عادی بن جائے اسلام عبادت کا محدود اور مختصر تصور نہیں دیتا، بلکہ بندے کی ہر منٹ اور ہر سکنڈ کی زندگی کو عبادت بنانا چاہتا ہے۔ پس نماز، روزہ، حج اور زکوۃ عبدیت و بندگی کو پیدا کرنے کا سب سے بڑا طریقہ ہے۔

نماز انسانوں کو یہ احساس دلاتی ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کے بندے ہو، اور اُسی کی بندگی وغلامی اختیار کرو۔ جس طرح تم نماز میں اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کررہے رہو اُسی طرح نماز کے باہر زندگی کے تمام کاموں میں اللہ تعالیٰ کے حکموں کے آگے سر جھکادو اور اُسی کی غلامی واطاعت کرو۔ سر اُسی کے سامنے جھکاؤ، اور ہاتھ اُسی کے سامنے پھیلاؤ روزہ ۳۰ ردنوں تک انسانوں کو اللہ تعالیٰ کی عبدیت

وبندگی کی مشق کرواتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی مرضی سے عبد اور بندہ بننے کی تعلیم دیتا ہے۔ جی کی اور نفس کی غلامی سے روک کر اللہ تعالیٰ کی غلامی کی تربیت کرواتا ہے' زکوۃ انسان کو یہ یاددلاتی ہے کہ مال و دولت اللہ تعالیٰ کی ملک ہیں اور اللہ تعالیٰ کی امانت ہیں اس کو اللہ تعالیٰ ہی کی مرضی پر استعمال کرنا دراصل اللہ تعالیٰ کی عبدیت وبندگی ہے' مال و دولت والے انسان خودغرضی اور بے حسی کی زندگی نہ گذاریں۔ حج کے ذریعہ انسانوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی عظمت اور محبت پیدا کرائی جاتی ہے اور تمام چیزوں سے رُخ موڑ کر آپ کو اللہ کی طرف رخ کرنے اور اُسی کی محبت میں زندگی گذارنے کی تعلیم دیتا ہے حج کے ذریعہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زندگی کو یاد لاکر خالص توحید اختیار کرنے اور خالص عبدیت وبندگی اختیار کرنے کی دعوت دیتا ہے۔ چنانچہ جب انسان میں اللہ تعالیٰ کی عظمت ومحبت پیدا ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کا فکر' عقیدہ' اور خیالات میں غلبہ بڑھتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی عبدیت وغلامی کو اختیار کرتا ہے اگر زندگی میں ایک مرتبہ اللہ تعالیٰ سے محبت پیدا ہوجائے تو پھر زندگی بھر وہ اسی محبت اور عظمت کے جنون میں زندگی گذار سکتا ہے۔

عبادت دراصل پوجا پاٹ' نذرونیاز' یاترا اور جاترا کا نام نہیں بلکہ عبادت کا مقصد یہ ہے کہ انسان پر سے مخلوقات کی غلامی وبندگی کو ہٹایا جائے اور اللہ کی غلامی وبندگی پیدا کرائی جائے۔ انسان زندگی کے ہر شعبہ میں مخلوقات سے کٹ کر خالق سے جڑ جائے اور اپنے مالک کو بھولنے نہ پائے۔

اسلام کے نزدیک یہ بات بالکل غلط اور ناپسند ہے کہ انسان عبادت کے نام پر کچھ فرائض ادا کرے اور زندگی کے دوسرے تمام کام اپنی مرضی کے مطابق کرتا رہے' من مانی کرتا رہے' جی کی خواہشات پر چلتا رہے' یہ عبدیت وبندگی نہیں، اسلام نے انسانوں کو زندگی کے تمام کاموں کی جواب دہی کا احساس دلایا اور تمام اعمال پر جزا اور سزا کی تعلیم دی ہے، یہی وجہ ہے کہ اسلام انسان کی پوری زندگی کی رہنمائی کرتا ہے اور انسان کو دنیا کے استعمال کا طریقہ' سکھاتا ہے دنیا کی زندگی کا کوئی کام بھی ایسا نہیں جو اسلام کے دائرے سے باہر ہو' دوسرے مذاہب کی طرح اسلام انسان کو صرف پوجا پاٹ'

اور رُسوم کو ادا کرنے کی تعلیم نہیں دیتا بلکہ انسان کو با مقصد شعوری زندگی گذارنے اور اصول وضابطے کے تحت زندگی گذارنے کے قابل بناتا ہے تاکہ انسان دنیا میں گھاٹے اور خسارے سے بچ کر کامیاب زندگی گذار سکے اور اس کی پوری زندگی عبادت بن جائے۔

دوسری مخلوقات کے مقابلے انسان اور جن ہی سے عبادت کا مطالبہ کیوں کیا جارہا ہے؟

پوری مخلوقات میں انسان اور جن ہی وہ مخلوقات ہیں جن کو اختیار اور آزادی دی گئی ہے اور وہ اپنی اس اختیار و آزادی کا غلط استعمال بھی کر سکتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت و غلامی کرنے کے بجائے غیر اللہ کی اطاعت و غلامی بھی کر سکتے ہیں اور دنیا کی مختلف چیزیں مثلاً شیطان، نفس، باپ دادا کی اندھی تقلید، سوسائٹی کے رسم و رواج کے دھوکے میں آ کر اللہ تعالیٰ کی اطاعت و بندگی سے دور بھی رہ سکتے ہیں۔ اس لئے انسانوں سے خاص طور پر یہ مطالبہ کیا جارہا ہے کہ وہ صرف اور صرف اپنے مالک کی عبدیت و غلامی کو اختیار کریں، انہیں اُسی کیلئے پیدا کیا گیا ہے اب انسانوں کو ان تمام قوتوں کے درمیان میں رہ کر اللہ تعالیٰ کی عبدیت و بندگی اختیار کرنے کیلئے مجاہدہ کرنا پڑتا ہے، مقابلہ کرنا پڑتا ہے اور اس مجاہدہ کے لئے ایمان کی قوت چاہیے جو انسان کو مجاہدہ کرا سکے۔ اگر ایمان شعوری اور حقیقی نہ ہو صرف تقلیدی روایتی اور بے شعوری والا ایمان ہو تو انسان ان قوتوں سے مقابلہ کرنے کی طاقت اپنے اندر نہیں پیدا کر سکتا اس لئے کہ تقلیدی و روایتی اور بے شعوری والا ایمان اسکو مجاہدہ پر نہیں ڈالتا۔ حقیقی اور شعوری ایمان بغیر معرفت الٰہی کے پیدا نہیں ہوتا، چنانچہ حقیقی ایمان آ جانے کے بعد نماز، روزہ، زکوۃ اور حج اسی مجاہدہ کی مشق اور تربیت کرواتے ہیں۔

کائنات کی تمام مخلوقات سوائے جن اور انسان کے اللہ کی عبادت میں ہیں پھر خاص طور پر انسان اور جن عبادت کریں تو کونسا کمال ہے؟

جب ہم قرآن مجید تلاوت کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ کائنات کی ہر مخلوق سوائے جن اور انسان کے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں ہیں اور وہ ہر گھڑی ہر آن اللہ تعالیٰ کی تسبیح کر رہی ہیں، سورج، چاند، ستارے

سیارے، آسمان، زمین، نباتات، جمادات، حیوانات، ہوا، پانی، سب کے سب اللہ تعالیٰ کی تسبیح میں مشغول ہیں۔ہم چونکہ ان کی زبان سمجھ نہیں سکتے اس لئے سمجھ نہیں رہے ہیں، مثلاً حدیثوں میں آیا ہے کہ بہتا پانی اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور پاکی بیان کرتا ہے۔ کپڑا جب تک صاف ستھرا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتا ہے ۔ ہرا درخت اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتا ہے ۔ پرندے بظاہر سیٹیاں بجا رہے ہیں مگر وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کررہے ہیں۔غرض وہ سب اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کررہے ہیں اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب کائنات کی تمام مخلوقات اللہ تعالیٰ کی عبادت کررہی ہیں تو انسان اور جن کی زندگی کا مقصد عبادت کو کیوں بتایا گیا اوران کی عبادت میں کونسا کمال ہے؟ عبادت تو کائنات کا ذرہ ذرہ جانور، کنکریاں، اور پتھر بھی کررہے ہیں۔انسان اور جن عبادت کیئے تو کونسا کمال کیئے؟ یہ کونسا بڑا مقصد بنا، ہوسکتا ہے کہ کسی کے ذہن میں یہ خیال آسکتا ہے کہ آخر انسان وجن کی عبادت اور دوسری مخلوقات کی عبادت میں کیا کمال، خوبی اورفرق ہے؟ جس پر انسان کوانعام واجر بھی دیا جارہا ہے اور دوسروں کونہیں دیا جارہا ہے ۔اس کا جواب یہ ہے کہ بلاشبہ جانوراور دوسری مخلوقات بھی تسبیح وعبادت کررہے ہیں مگران کی وہ عبادت ارادی، واختیاری نہیں وہ ارادے اوراختیار سے عبادت نہیں کرتے، ان کی طبعیتوں اور فطرت کا تقاضا ہی عبادت ہے ۔جیسے مشین چلتی ہے تو مشین ارادہ کرکے نہیں چلتی ۔بٹن دباؤ، چلنا شروع ہوجاتی ہے اور ویسا ہی چلتی رہتی ہے جیسا اس کے بنانے والے نے بنایا وہ اپنے بنانے والے کی مرضی کے خلاف نہیں چلتی ۔ چنانچہ جانوراور دوسری مخلوقات جو تسبیح اور حمد بیان کرتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ نے ان کی طبعیت میں ودیعت کرکے رکھ دیا وہ ارادہ واختیار سے تسبیح وحمد بیان نہیں کرتے بلکہ اُن کی فطرت اور طبعیت ہی میں وہ تسبیح اورحمد رکھ دی گئی ہے جیسے ایک ٹیپ ریکارڈ کی کیسٹ میں بٹن دباتے ہیں قرات شروع ہوجاتی ہے، اسکے برعکس انسان اور جن ارادے اوراختیار کے ساتھ عبادت کرتے ہیں، اپنی مرضی ومنشا سے کرنے اور نہ کرنے کی آزادی رکھ کرانسان وجن عبادت کرتے ہیں، اسی وجہ سے انسان وجن کواختیاری اورمرضی ومنشا سے عبادت کرنے پر اجر وثواب ہے اور دوسری مخلوقات غیر اختیاری عبادت کرتے ہیں اسلئے انکو غیر اختیاری عبادت پر اجر وثواب نہیں ملے گا انعام تو ارادہ واختیار سے کی ہوئی اطاعت و عبادت پر دیا جاتا ہے اورانہی افعال پر ترقی ملتی ہے اور جو بلاارادہ خود بہ خود ہواس پر کوئی اجر وثواب اور نہ ترقی کا وعدہ ہے۔حاصل بحث یہ نکلی کہ جانوراور دوسری مخلوقات بھی عبادت کرتے ہیں مگر وہ غیر ارادی

عبادت ہے اس میں اختیار کا دخل نہیں یہ ایک طبعی تقاضا ہے جیسے کسی گھنٹی کے بٹن کو دباتے ہی اللہ اکبر کی آواز آتی ہے، یہ دراصل عقل وشعور کے ساتھ والی آواز نہیں، اس کے برعکس یہی چیز جب ایک انسان کی زبان سے ادا ہوتی ہے تو عقل وشعور کے ساتھ ہوتی ہے۔

فرشتے ارادے اور شعور کے ساتھ عبادت کرتے ہیں

مگر جب ہم قرآن مجید پڑھتے ہیں تو ہمیں یہ بات ملتی ہے کہ فرشتے اللہ تعالیٰ سے عرض کرتے ہیں کہ اے اللہ ہم تو آپ کی رات دن تسبیح پاکی اور بڑائی بیان کرتے ہیں پھر یہ دوسری مخلوق کو پیدا کرنے کی وجہ کیا ہے؟ اس سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ ملائکہ جو کچھ بھی عبادت کرتے ہیں وہ شعور کے ساتھ کرتے ہیں ۔ پھر انسان اور جن شعور کے ساتھ عبادت کریں تو کونسا کمال کیا؟ فرشتوں کو انعام اور ترقی کیوں نہیں؟ تو یہاں پھر یہ سمجھنا ہوگا کہ چاہے ملائکہ ہوں یا دوسری مخلوقات اُن کے پاس نفس کا تقاضا نہیں سوائے انسان اور جن کے کسی میں گناہ کا مادہ نہیں' کسی میں بُرائی کرنے اور نافرمانی کرنے کی طاقت واختیار نہیں۔ تمام مخلوقات بشمول ملائکہ جو بھی کام کریں گے اور جب بھی کچھ کرینگے اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہی اطاعت ہوگی نیکی ہی نیکی ہوگی ۔ گویا وہ جب بھی کریں گے عبادت ہی کریں گے۔ ان کی طبعیت کا تقاضہ ہی یہی ہے۔

فرشتوں کی طبعیت میں گناہ کا مادہ نہیں شر کا مادہ نہیں' کہ وہ مقابلہ کر کے عبادت کریں پس وہ عبادت و اطاعت ہی کیلئے پیدا کئے گئے ہیں اور دن رات عبادت واطاعت ہی کرتے ہیں' اسکے برعکس انسان اپنے نفس کا مقابلہ کر کے عبادت واطاعت کرتا ہے انسان ارادہ' عقل وشعور سے اپنے معبود کو پہچان کر عبادت کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی یہ شان و بزرگی ہے اللہ تعالیٰ کے یہ کمالات ہیں' اس کی یہ یہ صفات ہیں سوچ سمجھ کر نفس کا مقابلہ کر کے ارادہ واختیار سے عبادت کرتا ہے' دوسری مخلوقات کو معرفت (پہچان حاصل کرنے کی ضرورت ہی نہیں) وہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کی عبادت نہیں کرتے دوسری مخلوقات کو طبعیت کے تقاضے کے خلاف چلنے کی اجازت اور آزادی ہی نہیں' ملائکہ ارادہ اور شعور کے ساتھ تو عبادت کرتے ہیں لیکن اُنکے ارادہ میں نفس کا دخل نہیں اسلئے کہ اُن میں گناہ کا مادہ ہی نہیں وہ برائی کر ہی نہیں سکتے وہ جو بھی کرینگے عبادت ہی کرینگے اور وہ انکی طبعیت کا تقاضا ہوگا، فرشتوں کی طبعیت میں گناہ کا مادہ نہیں شر کا مادہ

نہیں اور نفس نہیں کہ وہ مقابلہ کر کے عبادت کریں وہ سراپا عبادت ہی کیلئے پیدا کئے گئے ہیں۔

انسان نفس اور شیطان کا مقابلہ کر کے عبادت کرتا ہے

اس کے برعکس انسان کو پہلے معرفت الٰہی حاصل کرنا ہے پھر اپنے نفس کا مقابلہ کر کے عبادت کرنا ہے پہچاننے میں غلطی ہو جائے تو عبادت بیکار چلی جاتی ہے' انسان دنیا میں اسباب کے درمیان رہ کر اسباب سے اپنی ضرورتیں پوری ہوتا ہوا دیکھ کر اللہ تعالیٰ کے نظر نہ آنے پر دھوکہ بھی کھا سکتا ہے اور مخلوقات کی محبت واطاعت وغلامی میں گرفتار بھی ہو سکتا ہے' وہ خدا کی جگہ غیر اللہ کو خدا جیسا بھی سمجھ سکتا ہے اور سینکڑوں چیزیں انسان کو خدا کی عبدیت و بندگی سے روک بھی سکتی ہیں، مثلاً انسان کا نفس چاہتا ہے کہ وہ آرام سے سوتا رہے۔ لحاف اوڑھ کر سوتا رہے سردیوں کے زمانے میں نفس کا تقاضہ یہ رہتا ہے کہ گرم گرم لحاف میں پڑا رہے' مگر انسان ایمان کے تقاضے کی وجہ سے نفس کے اس تقاضے کے خلاف گرمی چھوڑ کر لحاف پھینک کر وضو کرتا اور ٹھنڈے گرم کی پروا کئے بغیر ٹھنڈی ہوا میں چل کر مسجد کی طرف چلا جاتا ہے مسجد میں آنے کے بعد بھی نینداور اونگھ آتی ہے مگر پھر بھی وہ عبادت کرتا ہے۔ دنیا کے بازاروں میں شراب' زنا' ناچ گانا' بجانا' شیطانی اڈے انسان کو رات دن برائی کی دعوت دیتے اور انسان کی نفسانی خواہش انسان کو برائی پر مائل کرتی مگر وہ ایمان کی وجہ سے اپنے نفس کو کنٹرول کر کے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہے اس سے ظاہر ہوا کہ انسان کی عبادت واطاعت اپنے نفس کے مقابلے میں ہے، فرشتے نفس کا مقابلہ کر کے عبادت واطاعت نہیں کرتے۔ اسلئے وہ عبادت واطاعت زیادہ قدر کی قابل ہے جو مقابلہ کر کے کی جائے۔ اگر کوئی اندھا یہ کہے کہ میں آنکھ سے بُرائی نہیں کرتا تو یہ کوئی کمال نہیں کیونکہ بُرائی کرنے کے لئے آنکھ ہی نہیں اس لئے فرشتے عبادت کرتے ہیں تو نفس کے خلاف نہیں وہ بالکل ایسا ہی ہے جیسے آنکھ نہ رکھ کر بُرائی نہ کرنا' عبادت تو وہی قابل قدر ہے جو طبعیت کے خلاف مجاہدہ کر کے کی جائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ انسان کی عبادت فرشتوں کی عبادت سے زیادہ قابل قدر ہے۔ اس لئے کہ وہ طبعیت کے خلاف مقابلہ کر کے عبادت کرتا ہے اپنے آپ کو پہلے ختم کرتا ہے پھر عبادت کرتا ہے۔ اس بحث کا حاصل یہ نکلا کہ انسان اور جن کو ایسی عبادت دی گئی جو ارادی واختیاری ہے' نفس اور طبعیت کی مخالفت کے ساتھ ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید

میں ارشاد فرمایا۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ۔ میں نے جن اور انسانوں کو (پہچان) کے ساتھ اپنی عبادت کیلئے پیدا کیا۔

بے شعور، روایتی اور تقلیدی ایمان والے اپنے آپ کو پوری طرح مقصد زندگی پر نہیں ڈال سکتے

اب انسان اور جن کو اپنے نفس، ارادے، اور اختیار کو قابو میں رکھنے اور انکے ساتھ مجاہدہ کرنے کیلئے حقیقی اور شعوری ایمان چاہیے۔ تب ہی انسان اپنے نفس ارادے واختیار کے ساتھ مقابلہ کرسکتا ہے ۔ایمان جتنا زیادہ طاقتور قوی، اور مضبوط ہوگا انسان اتنا ہی اپنے نفس ارادے، اور اختیار کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری میں لگائیگا اور ایمان کمزور اور ناتواں ہو تو اپنے نفس، ارادے، اور اختیار پر قابو نہ پا سکے گا۔ چنانچہ بے شعور اور روایتی اور تقلیدی ایمان والا اپنے آپکو پوری طرح مقصد زندگی پر نہیں ڈال سکتا اور نہ اپنی زندگی کے ہر شعبے کو عبادت بنا سکتا ہے۔ صرف حقیقی اور شعوری ایمان والا ہی اپنی زندگی کو عبادت کے رخ پر ڈال سکتا ہے اور زندگی کے ہر شعبے کو عبادت بنا سکتا ہے چنانچہ جتنا زیادہ ایمان میں شعور ہوگا، انسان اُتنا ہی مجاہدے اور مقابلے کرنے کیلئے تیار رہیگا۔ جتنا زیادہ ایمان کمزور و ناتواں ہوگا تو مجاہدے اور مقابلے سے دور بھاگے گا۔

ہر عمل کو عبادت بنانے کیلئے حسب ذیل شرائط ہیں

(۱) ہر عمل ایمان کی حالت میں کیا جائے

(۲) اللہ تعالیٰ کی محبت اور اللہ تعالیٰ کے واسطے کیا جائے

(۳) اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق کیا جائے

(۴) حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں کیا جائے۔

جب تک یہ چار چیزیں نہ ہوں انسان کا کوئی عمل عمل صالح نہیں بن سکتا اور نہ وہ عبادت کا درجہ پا سکتا ہے اور نہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں قبولیت پاتا ہے۔

اِسی طرح اگر ایمان صحیح نہیں تو انسان کی ساری محنتیں بے کار ہو جائیں گی اور اس کے اچھے اعمال بھی برباد ہو جائیں گے قرآن مجید کی اس آیت میں وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون میں لیعبدون سے مراد لیعرفون ہے یعنی وہ اپنے مالک کو صحیح پہچان کر اس کی اطاعت و بندگی کرے۔ اب اگر ایک انسان کے پاس اس کے مالک کی صحیح پہچان ہی نہیں اور نہ وہ اپنے مالک سے صحیح طریقہ سے واقف ہے تو اس کا عمل عبادت کیسے بنے گا؟ مالک کی صحیح پہچان نہ ہونے کی وجہ سے اس کی اطاعتیں اور اُس کی فرمانبرداری کا رخ یا تو باپ دادا کی اندھی تقلید پر چلا جائے گا یا نام ونمود پر چلا جائے گا یا سوسائٹی کی جاہلانہ رسم رواج کو اختیار کرنے پر چلا جائے گا۔ یا پھر نفس پرستی، قوم پرستی، وطن پرستی، دولت پرستی، بت پرستی، کے تحت ہو جائے گا۔ چنانچہ آج دنیا میں سینکڑوں انسان بظاہر ایمان کا دعویٰ کرنے کے باوجود ایمان میں شعور نہ ہونے کی وجہ سے باپ دادا کی اندھی تقلید میں غلط عقائد اور گمراہ نظریات کا شکار ہیں یا پھر سوسائٹی، خاندان، کی جاہلانہ رسم ورواج کے عادی ہیں یا پھر اللہ تعالیٰ سے زیادہ قوم پرستی، وطن پرستی، دولت پرستی، اور نفس پرستی، قبر پرستی، کا شکار ہیں۔ خالص خدا پرستی کا شعور بہت کم ہے اور اپنی جان ومال کو خدا پرستی کو چھوڑ کر ہر چیز میں لگاتے ہیں یہ اس لئے ہو رہا ہے کہ انسان نے اپنی زندگی کے مقصد کو سمجھا نہیں اور اُسے زندگی کا مقصد یا تو معلوم نہیں یا پھر یاد نہیں۔ غیر ایمان والوں کی حالت تو بیان کرنے کے لائق ہی نہیں وہ تو ایمان سے خالی اور دور رہ کر خدا کی نسبت سے مختلف کام انجام دیتے اور اپنی محنتوں اور کوششوں کو ضائع وبرباد کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا انکار کرنے والا گروپ

انسان اپنی زندگی کے سفر میں جب دنیا کے اس اسٹیشن پر آیا ہے تو اللہ تعالیٰ کے نظر نہ آنے پر کچھ انسان اسکا انکار کر دیتے اور اپنی مرضی وخواہشات پر زندگی گذارتے ہیں حالانکہ وہ مالک کی زمین پر رہتے، مالک کے آسمان کے نیچے سوتے اور مالک کا کھا کر مالک ہی کا انکار کرتے ہیں ایسے لوگ اپنی مرضی وخواہشات پر زندگی گذارتے ہیں اللہ تعالیٰ کا انکار کرنے کی وجہ سے ایسے انسانوں کی زندگی بے مقصد اور بے معنیٰ اور فضول ہو جاتی ہے ان کیلئے سوائے گمراہی کے دوسرا راستہ ہی نہیں۔ وہ صرف اور صرف شیطان کے پیرو اور اسکی گود میں ہوتے ہیں۔ انکارِ خداوندی کر کے اپنے آپکو جانوروں سے

بھی گیا گذرا بنالیتے اور ذلت میں گرفتار رہتے ہیں انکے نزدیک اللہ تعالیٰ کی عبدیت و بندگی تو بہت دور کی بات، وہ صرف مخلوقات کی رہبری و اطاعت میں زندگی گذارتے ہیں ان کا جینا مرنا، اللہ تعالیٰ کیلئے نہیں خالص دنیا اور دنیا کی چیزوں کیلئے ہوتا ہے۔ وہ جی کی خواہشات پر ہی زندگی گذارتے اور دنیا میں ظلم وزیادتی کر کے بھی اس کو گناہ نہیں سمجھتے۔

انسانوں کی ایک کثیر تعداد اللہ تعالیٰ کو مانتی ہے مگر پہچانتی نہیں

انسانوں کی ایک بہت بڑی تعداد اللہ تعالیٰ کو مانتی تو ضرور ہے مگر پہچان نہیں رکھتی۔ وہ اپنے باپ دادا کی تقلید، خاندانی اور نسلی طور پر روایتی انداز میں خدا کو کسی نہ کسی نام سے مانتے تو ضرور ہیں مگر خدا کو ماننے کے باوجود اس کی پہچان ہی صحیح نہیں رکھتے اور پہچان کے صحیح نہ ہونے کی وجہ سے مالک کے ساتھ شرک کرتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کو ماننے کے باوجود شرکیہ عقائد واعمال کے ساتھ زندگی گذارتے ہیں اور اسباب سے نفع ونقصان دیکھ کر مخلوقات کو بھی مالک جیسا سمجھتے ہیں اور ان کی بھی عبادت و پرستش کرتے اور ان کی بندگی بجالاتے ہیں۔ مخلوقات سے ویسے ہی ڈرتے جیسا خدا سے ڈرنا ہے اور مخلوقات سے ویسی ہی محبت کرتے جیسے خدا سے کرنا ہے۔ وہ مالک کی صحیح پہچان حاصل کئے بغیر اللہ کی فرمانبرداری کرنے کا تصور رکھتے ہیں ایسے انسانوں میں یہود بھی ہیں نصاریٰ بھی ہیں اور تمام بت پرست اور مشرک قومیں بھی ہیں اور بہت سارے تقلیدی، روایتی نسلی، بے شعور اور کمزور ایمان والے مسلمان بھی ہیں۔

ذرا غور کیجئے کہ اللہ تعالیٰ کی صحیح پہچان نہ رکھنے والوں کے عقائد کتنے خراب ہوتے ہیں

یہود و نصاریٰ جو اللہ تعالیٰ کی صحیح پہچان نہیں رکھتے کتاب الٰہی پر ایمان رکھنے اور توحید کا دعویٰ کرنے کے باوجود توحید اور شرک میں فرق ہی نہیں رکھتے اور شرکیہ عقائد واعمال کے ساتھ زندگی گذارتے اور لوگوں کو شرکیہ عقائد واعمال کی دعوت دیتے ہیں اور ایک دوسرے کو گمراہ کرتے ہیں۔ قرآن نے ان کو صحابہ کی طرح ایمان لانے اور صحابہ کی طرح اعمال اختیار کرنے کی دعوت دی۔ بالکل اِسی طرح

تقلیدی، روایتی اور نسلی بے شعور مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد کلمہ پڑھ کر ایمان کا دعویٰ تو کرتی ہے مگر وہ توحید اور شرک میں فرق ہی نہیں رکھتی اور شرکیہ عقائد و اعمال کے ساتھ زندگی گذارتی اور دوسرے انسانوں کو بھی اسلام کے نام پر شرکیہ عقائد و اعمال کی تعلیم دیتی ہے اور آپس میں ایک دوسرے کو گمراہ کہتی ہے۔ان کو صحابہ کی طرح ایمان لانا ہوگا۔

جس طرح بت پرست اور مشرک قومیں اللہ تعالیٰ کی پہچان نہیں رکھنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ساتھ بہت ساری چیزوں سے نفع و نقصان کا تصور رکھتی اور دنوں، مہینوں وقت، تاریخوں کو منحوس سمجھتے اور چیزوں اور کاموں سے بننے بگڑنے کا تصور رکھتی ہیں بالکل اسی طرح بے شعور اور روایتی ایمان والے بہت ساری چیزوں سے نفع و نقصان کا عقیدہ رکھتے اور اُن ہی سے بننے اور بگڑنے کا تصور رکھتے ہیں مثلاً تاریخوں، مہینوں، اور دنوں کو منحوس سمجھتے، یتیم بچوں اور بیواؤں کو منحوس سمجھتے، زمین، مکان، جگہ کو منحوس سمجھتے، خاص قسم کے کپڑے، تاگے، کربلا کی مٹی (خاک شفا) اور چیزوں کو تبرک سمجھتے مختلف پتھروں کو انگوٹھیوں میں استعمال کر کے اچھا یا برا عقیدہ رکھتے ہیں غیر اللہ کے نام کی نیاز اور منت کے کرنے اور نہ کرنے میں نفع و نقصان کا تصور رکھتے۔ بزرگوں کی قبروں کو گلاب و صندل کے پانی سے دھو کر پانی کو کپڑوں میں سکھا لیتے، اور گھروں میں برکت کیلئے رکھتے ہیں۔ بزرگوں کے قبر کے فوٹو کو گھروں میں برکت کیلئے رکھتے ہیں۔

جس طرح مشرک لوگ اللہ تعالیٰ کی پہچان نہ رکھ کر ماننے کا دعویٰ کرنے کے باوجود دیوی دیوتاؤں کو مختلف چیزوں کا مالک سمجھتے اور ان کو نفع و نقصان دینے والا سمجھ کر ان ہی سے بننے اور بگڑنے کا عقیدہ رکھتے ہیں اور ان ہی کے ذریعہ خدا تک پہنچنے کا تصور رکھتے ہیں۔ بالکل اسی طرح بے شعور اور روایتی ایمان والے ولیوں اور بزرگوں کو مختلف چیزوں کا اختیار رکھنے والا سمجھتے اور ان کو نفع و نقصان کا مالک سمجھتے اور دنیا کے انتظامات میں ان کو بھی شریک سمجھتے ہیں اور اُن ہی کے ذریعہ خدا تک پہنچنے کا عقیدہ رکھتے ہیں۔

جس طرح مشرکین اور بت پرستوں کو خالص خدا کا نام لینے سے تکلیف اور چڑ پیدا ہوتی ہے اور پیشانی پر بل پڑ جاتے ہیں اور خالص خدا کا نام لیا جائے تو وہ برداشت نہیں کر سکتے اور خالص خدا کو ماننے والوں کو گمراہ، بدعقیدہ اور بے دین سمجھتے اور خدا کی بڑائی اور تعریف کے بجائے اپنے معبودان

باطل کی تعریف اور بڑائی کرتے اور بتوں کی دہائی دیتے ہیں بالکل اسی طرح تقلیدی، روایتی اور بے شعور ایمان والے خالص اللہ تعالیٰ کا نام لینے کو برداشت نہیں کرتے۔ان کے سامنے خالص اللہ تعالیٰ کا نام لیا جائے تو پیشانی پر بل پڑ جاتے ہیں اور وہ خالص اللہ تعالیٰ کو ماننے والوں کو گمراہ، بدعقیدہ اور بے دین سمجھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی تعریف و بڑائی کرنے کے بجائے اللہ کے خاص بندوں کی بڑائی، تعریف، شرکیہ الفاظ واشعار استعمال کر کے ان کو خدا کے کاموں میں شریک جیسا ظاہر کرتے ہیں اور خدا کے نام کی دہائی دینے کے بجائے بزرگوں کے نام کی دہائی بار بار پکارتے ہیں اور ان ہی کے نام کو بلند کرنا چاہتے ہیں۔حالانکہ تمام پیغمبروں اور رسولوں اور ہمارے آقا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے خالص اللہ واحد کو ماننے اور اُسی کی بڑائی و کبریائی کی دعوت دی ہے۔

جس طرح غیر مسلم مشرک لوگ خدا کو مانتے ہوئے خدا کی پہچان نہ ہونے کی وجہ سے بت پرستی، قوم پرستی، وطن پرستی، آبا واجداد پرستی، خواہشات و رسم ورواج پرستی، دولت پرستی، سامان پرستی، میں گرفتار ہوتے ہیں اور ان تمام چیزوں سے خدا سے بڑھ کر محبت کرتے اور اُنکی خاطر جان بھی دے دیتے ہیں بالکل اسی طرح تقلیدی اور روایتی اور بے شعور مسلمان گرچہ بت پرستی نہیں کرتے مگر قوم پرستی، وطن پرستی، آبا واجداد پرستی، خواہشات ورسوم رواج پرستی، قبر پرستی، جھنڈا پرستی، علم پرستی، تعزیہ پرستی، چھلہ پرستی، اکابر اور مرشد پرستی میں گرفتار رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر ان تمام چیزوں سے محبت کرتے اور انکی خاطر شریعت کا حکم بھی توڑتے اور غیر اللہ کیلئے جان کی بازی بھی لگا دیتے ہیں۔

جس طرح بت پرست اور مشرک لوگ جو اللہ تعالیٰ کی پہچان نہیں رکھتے اپنی حاجتوں اور ضرورتوں کو اللہ کی طرف رجوع کرنے کے بجائے بتوں اور دیوی دیوتاؤں سے رجوع کرتے ہیں اور کسی کو اولاد دینے والا، کسی کو صحت وتندرستی دینے والا، کسی کو پیسہ دینے والا اور کسی کو شادی کرانے والا سمجھتے ہیں اور ہر حاجت وضرورت پر الگ الگ دیوی دیوتاؤں کی طرف رجوع ہوتے اور اُن پر چڑھاوے چڑھاتے، منتیں مانگتے، قربانیاں دیتے اور ان کے نام پر کھانے کھلاتے، بالکل اِسی طرح بے شعور اور نسلی و روایتی ایمان والے اپنی حاجتوں اور ضرورتوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے کے بجائے ولیوں، اور بزرگوں کی قبروں پر پیش کرتے اور کسی بزرگ کو اولاد دینے والا، کسی کو تندرستی وصحت دینے والا، کسی کو روزگار دینے والا اور کسی کو شادی کرانے والا اور کسی کو مشکل کشا اور کسی کو حاجت روا سمجھتے

ہیں ان کی قبروں کو سجدہ کرتے' قبروں کے پاس منوں تیل جلاتے اُن سے دُعائیں مانگتے اوران کی قبروں کا طواف کرتے اور منتیں مرادیں مانگتے ہیں اور ہر حاجت وضرورت میں الگ الگ ولیوں کی درگاہوں پر جاتے ہیں اوران کواللہ تعالیٰ کی صفات وحقوق میں شریک کرتے ہیں کسی کے پاس حج کو جانے سے پہلے خاص درگاہ کو جانا چھوٹا حج تصور کیا جاتا ہے۔

جس طرح مشرک انسان خدا کے علاوہ باپ دادا کے رسم ورواج کی' خواہشات' اورنفس کی اندھی تقلید وغلامی کرتے بالکل اُسی طرح بےشعور مسلمان ایمان کا صحیح شعور نہ رکھنے کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنے اور سنتوں کو اختیار کرنے کے بجائے جاہلانہ رسم ورواج اور گمراہ انسانوں کی اندھی تقلید کرتے اور سنتوں کے مقابلے بدعتوں کو زندہ کرتے اور اللہ تعالیٰ کی عبدیت وبندگی سے دور رہتے ہیں۔ جب انسان اپنے مالک کا انکار کرتا ہے اوراس کونہیں مانتا یا پھراس کی صحیح پہچان نہیں رکھتا تو اس کی اطاعت وفرمانبرداری کا رخ خالص اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں ہوتا بلکہ وہ نفس کا' رسم ورواج کا' باپ دادا کی اندھی تقلید کا' قوم کا' وطن کا' اور دولت کا بندہ بن کر زندگی گذارتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی عبدیت وبندگی کرنے کے بجائے غیراللہ کی اطاعت وغلامی میں زندگی گذارتا ہے اور غیراللہ ہی کے واسطے جیتا اور غیراللہ ہی کے واسطے مرتا ہے۔ حالانکہ انسانوں پر ضروری ولازمی ہے کہ وہ دنیا کی تمام چیزوں سے محبت اللہ تعالیٰ کی محبت کے تحت کریں اور تمام چیزوں کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے تحت کریں۔

جس طرح یہود ونصاریٰ اپنے گمراہ علما کو رب بنا بیٹھے تھے اور شریعت خداوندی کی جگہ ان کے خود ساختہ احکام کواللہ کا حکم سمجھتے اوران کے بنائے ہوئے حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھ کر شریعت خداوندی کی شکل وصورت کو بگاڑ دیئے اور حق کو چھپا کر باطل کی تعلیم دیتے اور لوگوں کو اللہ سے جوڑنے کے بجائے مخلوق سے جوڑتے' اور کتاب الٰہی کے احکام کی غلط تاویل وتشریح کرکے لوگوں کو گمراہ کرتے' بالکل اِسی طرح بےشعور اور نام کے مسلمان اپنے گمراہ علماء اور واعظین کو رب بنا بیٹھے اور شریعت کے مقابلے دین میں بہت ساری چیزوں کا اضافہ کردیا اور لوگوں کو عرس' قوالی' منتیں' مرادیں' قبروں کا طواف' قبروں اور پیروں کو سجدہ' چہلم' برسی' زیارت' غیراللہ کے نام کے جانور اور کھانے' دل کی نماز' سوز' بےپردگی' علم' تعزیہ' ماتم غم میں کالے کپڑوں کا استعمال' روزہ کی جگہ فاقہ' سود کا نام بدل کر سودی کاروبار حجاب کے نام پر بےپردگی' وغیرہ کو حلال کرلیا اوران تمام کاموں کو اسلام سمجھا اور دین میں نئی نئی چیزوں کا اضافہ کردیا۔

اِسی طرح یہود یہ سمجھتے ہیں کہ دوزخ کی آگ اُن پر حرام ہے وہ پیغمبروں اور بزرگوں کی اولاد ہیں اس لئے دوزخ میں نہیں جائیں گے اور اگر جائیں گے بھی تو فوراً نکال لئے جائیں گے دوزخ تو غیر یہودی لوگوں کیلئے ہے۔ اِسی طرح نسلی اور بے شعور مسلمان اپنے آپ کو ولیوں اور بزرگوں کی اولاد سمجھ کر دوزخ اپنے اوپر حرام سمجھتے اور فرائض اور واجبات کو چھوڑ کر شریعت کی خلاف ورزی کر کے یہ تصور رکھتے اور لوگوں کو یہ احساس دلاتے ہیں کہ وہ اور ان کے باپ دادا اللہ تعالیٰ کے مقرب ہیں لوگوں کی شفاعت کرائیں گے۔ دوزخ ان کے لئے نہیں۔ وہ خاص خاص دنوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ سے بات کرتے اور حضور اور صحابہ ان کے گھر آتے ان کے گھروں میں حضورؐ کی محفلیں آباد ہوتی ہیں اور بعض تو لوگوں کو دنیا میں دوزخ سے نجات اور جنت کا حقدار ہونے کا پروانہ دے دیتے ہیں۔ ایسے تمام لوگوں کو پہلے اپنا عقیدہ فکر اور خیالات کو درست کرنا ہوگا۔ اور صحابہ کی طرح ایمان لا کر صحابہ کی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنا ہوگا۔ تب ہی انکا ایمان صحیح ہوگا اور اعمال قبولیت کا درجہ پائیں گے ان کو کلمہ پڑھنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی کچھ معرفت حاصل کرنا بہت ضروری ہے۔

ذرا غور کیجئے کہ مسلمانوں کے عقائد کب سے خراب ہیں جس کو مولانا الطاف حسین حالی نے اپنے اشعار میں یوں فرمایا۔

کرے غیر گر بت کی پوجا تو کافر جو ٹھیرائے بیٹا خدا کا تو کافر
جھکے آگ پر بہر سجدہ کا تو کافر کواکب میں مانے کرشمہ کا تو کافر
مگر مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں پرستش کریں شوق سے جس کی چاہیں
نبی کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھائیں
مزاروں پہ دن رات نذریں چڑھائیں شہیدوں سے جا جا کے مانگیں دُعائیں
نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے

غافل اور بے شعور انسان اللہ تعالیٰ کی عبدیت و بندگی سے دور ہوتے ہیں

جب انسان اللہ تعالیٰ کا انکار کرتا ہے یا اُس کی صحیح پہچان نہیں رکھتا تو وہ شیطان کا شکار ہو جاتا اور اس کا نفس شیطان کا گھوڑا بن جاتا ہے اور شیطان ایسے انسانوں کو اللہ تعالیٰ کی عبدیت و بندگی سے دور رکھتا اور اللہ تعالیٰ کی بغاوت و نافرمانی کرواتا ہے۔ ایسے انسانوں کا عقیدہ ایک ہوتا ہے اور عمل اس کے خلاف ہوتا ہے۔

وہ زبان سے خدا پرستی کا دم بھرتے اور رسول سے محبت کا دعویٰ تو کرتے مگر عمل کچھ دوسرا ہی کرتے ہیں۔

پاگل انسانوں کی زندگی پر غور کیجئے

پاگل انسان کی زندگی میں کوئی ڈسپلین' سلیقہ اور طریقہ نہیں ہوتا وہ بے شعوری کی زندگی گذارتا ہے اس کو حرام وحلال، پاک وناپاک اور جائز وناجائز کی تمیز ہی نہیں ہوتی، بالکل اِسی طرح غافل اور بے شعور انسان میں کوئی ڈسپلن' سلیقہ اور طریقہ نہیں ہوتا اور وہ حرام وحلال' پاک وناپاک' جائز و ناجائز کی تمیز کئے بغیر ہی زندگی گذارتا ہے۔

پاگل انسان ماں باپ کو ماں باپ نہیں سمجھتا

جس طرح پاگل انسان ماں باپ کا کھا پی کر اُن کے گھر میں رہ کر اُن کو ماں باپ نہیں سمجھتا یا پھر اپنی ماں کو بیٹی اور بیٹی کو بہن اور بہن کو بیوی کہتا ہے اور ماں باپ کو گالی گلوج کرتا' اُن پر غصہ ہوتا اُسی طرح اللہ تعالیٰ سے ناواقف اور غافل انسان اللہ تعالیٰ کی زمین پر رہ کر اُسی کا کھا کر' اُسی کی ہوا استعمال کر کے' اس کو خدا نہیں مانتا' اس کا انکار کرتا یا پھر خدا کی جگہ مخلوقات کو خدا یا خدا جیسا سمجھتا اور اُن کے آگے روتا' بلبلاتا اور جھکتا دُعائیں کرتا اور اپنے مالک حقیقی کے خلاف اپنی طاقت وقوت اور پیسہ کا استعمال کر کے اس کی نافرمانی اور بغاوت کرتا ہے۔

پاگل انسانوں کو پاکی اور ناپاکی کا کوئی شعور نہیں ہوتا

وہ اپنے جسم کو گندگی اور غلاظت لگائے پھرتے ہیں بول براز کرنے کے بعد وہ صحیح طہارت نہیں لیتے' بالکل اِسی طرح غافل انسانوں کو بھی پاکی اور ناپاکی کا کوئی شعور نہیں ہوتا وہ ظاہر اور باطن دونوں میں ناپاک ہوتے ہیں وہ اپنے جسم کو طہارت نہیں دیتے پاگل انسان کے جسم اور کپڑوں پر میل ہی میل ہوتا ہے اور بدبو آتی رہتی ہے بالکل اِسی طرح غافل انسان بھی اپنے جسم کی صفائی نہیں کرتے۔ اُن کے سر' ناخن' دانتوں اور جسم پر میل ہی میل ہوتا ہے۔ بعض تو اپنے جسم سے میل کی بتیاں نکال کر پھینکتے ہی رہتے ہیں اکثر عورتیں سروں' کو کنگی نہیں کرتیں' سر کے بال گھنے جنگل کی طرح نظر آتے ہیں۔ اُن

کے کپڑوں میں میل کی بدبو آتی ہے آج کل تو بہت سارے لوگ ہپی اسٹائیل پر سر کے بال پاگلوں کی طرح رکھتے ہیں، اسلام صرف نماز ہی میں نہیں بلکہ زندگی کے تمام شعبوں میں ہونا چاہیئے۔

پاگل انسانوں کو شرم وحیا اور ستر کی تمیز نہیں ہوتی

پاگل انسان زیادہ تر ننگا رہتا ہے، اسکو شرم وحیا کا احساس ہی نہیں رہتا۔ بالکل اسی طرح غافل اور بے شعور انسان کپڑے پہن کر بھی ننگے ہی رہتے ہیں اور نیم برہنہ کپڑوں کے ساتھ پھرتے ہیں اُن کو ستر چھپانے کی حد اور کپڑے پہننے کے اصول وآداب معلوم ہی نہیں رہتے اور وہ جسم کے ابھار کی بے حیائی کے ساتھ نمائش کرنا چاہتے ہیں، یورپ اور امریکہ میں تو ہپی لوگ پاگلوں کی طرح بالکل برہنہ بھی پھرتے ہیں اور پڑھے لکھے عقل رکھنے والے سمندروں کے ساحلوں پر عورتیں اور بچے برہنہ ایک ساتھ تفریح مناتے اور تعطیلات کے اوقات گذارتے ہیں جس کو پوری دنیا میں ٹی وی وغیرہ پر بھی دکھایا جاتا ہے، یہ انسان کے گراوٹ کی انتہاء ہے۔

پاگل انسان بکواس کرنے کا عادی ہوتا ہے

پاگل انسان ہمیشہ بے کار بکواس کرتا رہتا ہے بلا وجہ لوگوں کو گالی گلوج دیتا رہتا ہے چیختا اور چلاتا بھی ہے بالکل اسی طرح جو انسان اپنی زندگی کے مقصد سے واقف نہیں ہوتے وہ بے شعوری کے ساتھ بک بک کرتے ہی رہتے ہیں وہ کیا کہتے ہیں خود اُن کو اس کا احساس نہیں رہتا۔ بات بات پر مذاق دل لگی میں پاگلوں کی طرح ایک دوسرے کو گالی گلوج دیتے ہی رہتے ہیں۔ گالی گلوج انکا تکیہ کلام ہوتا ہے وہ بات بھی کرتے ہیں تو گالی کے ساتھ، لڑائی، جھگڑا بھی گالی گلوج کے ساتھ کرتے اور نوکروں اور ساتھیوں کو پکارتے بھی ہیں تو گالی گلوج کے ساتھ، بعض عورتیں تو پاگلوں جیسا چلا چلا کر باتیں کرتی ہیں۔

پاگل انسان کو خوشی اور غم اور غصہ پر کنٹرول نہیں ہوتا

جس طرح پاگل انسان خوشی، غم اور غصہ میں قابو اور کنٹرول نہیں رکھتا۔ بالکل اِسی طرح غافل اور بے شعور انسان بغیر اعتدال اور کنٹرول کے ہنسی مذاق کرتے اور مذاق دل لگی کی حد سے آگے نکل کر بس جوکر،

مسخرے اور چھچھورے بن جاتے ہیں اور جب غصہ آتا ہے تو پاگلوں کی طرح کنٹرول سے باہر نکل جاتے ہیں۔ کہیں کپڑے پھاڑ لیتے ہیں۔ کہیں سامان پھینک ڈالتے اور توڑ پھوڑ کر ڈالتے ہیں اور کہیں کسی کی پٹائی کر ڈالتے ہیں اور کہیں لاٹھی، چاقو، چھرا اور تلوار لے کر دوڑتے اور قتل بھی کر ڈالتے ہیں اور کہیں خود ہی خودکشی (آگ لگا کر یا زہر پی کر) کر لیتے یا دوسروں کو بھی جلا دیتے ہیں، ایسے انسانوں کو خوشی ہوتی ہے تو اپنے کنٹرول سے باہر ہو جاتے ہیں۔ خود بھی ناچتے گاتے اور اپنی عورتوں کو بھی سب کے سامنے نچاتے ہیں۔

پاگل انسان کبھی محنت مزدوری کر کے زندگی نہیں گذارتا

اس کو لوگوں کی خیر خیرات ملتی ہے یا کچرا کنڈی میں سے پاک و ناپاک سڑے گلے، اور اچھے کا احساس کئے بغیر ہی وہ کھاتا ہے، بالکل اسی طرح غافل انسان جن کو زندگی کا مقصد معلوم نہیں رہتا وہ محنت اور مزدوری کر کے زندگی نہیں گذارتے بلکہ اچھی صحت اور جوان عمر رکھتے ہوئے بھیک مانگ کر یا حرام اور ناجائز مال کھا کر زندگی گذارتے ہیں اور محنت کرنے کے بجائے بھیک مانگنے اور دھوکہ وفریب کو ترجیح دیتے ہیں۔

پاگل انسان اللہ کی نہ عبادت کرتا ہے اور نہ اطاعت

بالکل اسی طرح سینکڑوں انسان ایمان کا دعوی کرنے کے باوجود نماز ہی نہیں پڑھتے ان کا اسلام بغیر نماز کے ہوتا ہے۔ جیسے بغیر سر کا دھڑ، وہ صرف باڈی کے نام سے مسلمان بنے رہتے ہیں۔ اور کام پورے غیر مسلموں جیسے کرتے ہیں۔ رسولؐ سے صرف زبانی محبت کا دعویٰ کرتے ہیں اور عمل سے رسول ہی کی مخالفت کرتے ہیں۔ کام پورے فاسقوں اور فاجروں اور منافقوں کے کرتے پھر اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ بدعات وخرافات کو عبادت سمجھ کر بڑے اہتمام سے کرتے ہیں۔

عبدیت و بندگی سے خالی انسانوں کی زندگی کی مثالیں

قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ وَّ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى ۔ (نساء:۱۱)

ترجمہ: اے پیغمبر آپ اُن کو بتلا دیجئے کہ دنیا کا سرمایہ تو بہت ہی قلیل ہے اور آخرت بہتر ہے پرہیز گاروں کیلئے۔

اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ وَّ اِنَّ الْاٰخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ (المومن)

ترجمہ: یہ دنیوی زندگانی (اور یہاں کا ساز وسامان) تو بس چند دنوں کے استعمال کیلئے ہے اور آخرت ہی اصل رہنے کی جگہ ہے۔

حضورؐ کا ارشاد ہے: دنیا کی مثال آخرت کے مقابلہ میں بس ایسی ہے جیسے کہ تم میں سے کوئی اپنی ایک انگلی دریا میں ڈال کر نکال لے اور پھر دیکھے کہ پانی کی کتنی مقدار اس میں لگ کر آئی ہے۔ (صحیح مسلم)

حضورؐ نے ارشاد فرمایا دنیا مومن کا قید خانہ ہے اور کافر کی جنت ہے۔ (مسلم)

بیہقی فی شعیب الایمان کی حدیث کے ایک حصہ میں حضورؐ کا ارشاد ہے اے لوگو! اگر تم کر سکو تو ایسا کرو کہ دنیا سے چمٹنے والے اس کے بچے نہ ہو (بلکہ دنیا کو دار العمل سمجھو) تم اس وقت دار العمل میں ہو (یہاں تمہیں صرف محنت اور کمائی کرنی ہے) اور یہاں حساب اور جزا وسزا نہیں ہے اور کل تم (یہاں سے کوچ کر کے) دار الآخرت میں پہنچ جانے والے ہو اور وہاں کوئی عمل نہ ہوگا (بلکہ یہاں کے اعمال کا حساب ہوگا' اور ہر شخص اپنے کئے کا بدلہ پائے گا۔)

جانوروں کی زندگی سے غافل انسانوں کا تقابل

عام طور پر غافل انسان جن کو زندگی کا مقصد معلوم نہیں ہوتا' تین قسم کے جانوروں کی طرح زندگی گذارتے ہیں اُن کی زندگی اور جانوروں کی زندگی میں کوئی فرق نہیں رہتا۔ ایسے انسان یا تو چرندوں کی طرح زندگی گذارتے ہیں یا پھر درندوں کی طرح یا کیڑے مکوڑوں کی طرح زندگی گذارتے ہیں۔

کچھ جانور وہ ہوتے ہیں جو صبح اُٹھتے اپنے بچوں کو لے کر جنگل یا میدانوں کی طرف جاتے اور دن بھر چارہ چر کر شام کو واپس آتے اور جگالی کرتے بیٹھے رہتے ہیں کسی کو نقصان نہیں پہنچاتے مثلاً گائے' بیل' بھینس' اور بکری وغیرہ یہ چرندوں کی زندگی ہے۔

اِسی طرح بہت سارے انسان جن کو اپنی زندگی کا مقصد معلوم نہیں ہوتا' صبح اُٹھتے ہیں منہ' ہاتھ دھوتے' اخبار پڑھتے' ناشتہ کرتے اور پھر سیدھا دوکان یا دفتر یا اسکول چلے جاتے اور پھر شام کو گھر واپس آ کر گھروں کے پاس بیٹھ کر یا ہوٹلوں اور کلبوں میں کھیل کود ناچ گانا' یا بیکار باتیں کر کے یا پھر

وی کے پجاری بن کر اپنی زندگی کو بس ضائع و برباد کرتے رہتے ہیں۔ایسے انسانوں کی زندگی کا معیار بس صرف ایک ہی ہوتا ہے کھانا اور کمانا' ہمیشہ ایسے انسانوں کو صرف کمانے اور کھانے کی فکر لگی رہتی ہے یعنی' دستر اور بستر ایسے لوگ نہ کبھی اللہ تعالیٰ کی عبادت کی فکر کرتے اور نہ اطاعت کا جذبہ رکھتے ان کی زندگی اور چرندوں کی زندگی میں کوئی فرق نہیں ہوتا وہ دنیا ہی کو سب کچھ سمجھ کر زندگی گذارتے ہیں ایسے انسانوں سے دنیا کی کوئی نعمت چھین لی جاتی ہے یا وہ کسی کام میں ناکام ہوجاتے ہیں تو دنیا کے نہ ملنے پر نا اُمید ہوجاتے' روتے چلاّتے اور بعض حالات میں خودکشی بھی کر لیتے ہیں اور دنیا مل جائے تو بہت خوش ہوتے' خوشی میں نشہ کرتے' ناچتے' گاتے' دھوم مچاتے ہیں' یہ بے شعور اور بے دین لوگوں کی زندگی کا حال ہے' یہ لوگ اپنی اور اپنی اولاد کی دنیا ہی بنانے کی فکر میں رہتے ہیں ان کی تمام تر دلچسپیاں دنیا کی خاطر ہوتی ہیں۔وہ دنیا کو حاصل کرنے کے لئے ہر قسم کی بُرائی بھی اختیار کرتے ہیں۔ان کے نزدیک دنیا کی زندگی کھانے پینے' گھر بنانے اور گھروں کو سجانے اور عیش کرنے کے سوا کچھ نہیں ہوتی وہ دنیا کو حاصل کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ کی چاہے کیسی ہی نافرمانی ہو کر گذرتے ہیں۔ہر سال عمر کے گھٹنے اور موت سے قریب ہوتے جانے کے باوجود سالگرہ منانا نہیں بھولتے اور نہ اُن کو موت یاد آتی ہے۔

جانوروں کا چارہ کھانا

جانور چارہ سامنے آنے کے بعد چارے پر ٹوٹ پڑتے ہیں اور حرام وحلال' جائز وناجائز پاک وناپاک کا تصور نہیں رکھتے۔بس جو مل جائے پیٹ میں ڈال لیتے ہیں' بالکل اُسی طرح بہت سارے لوگ کھانا سامنے آنے کے بعد یا کھانے کی دعوت دیئے جانے کے بعد بس حرام وحلال' جائز وناجائز کا تصور کئے بغیر دعوت کے لئے دوڑ پڑتے اور کھانے کے دسترخوان پر ساتھ والوں کا خیال کئے بغیر پوری پلیٹ خود ہی اتار لیتے ہیں۔گائے' بیل' بھینس' کھاتے وقت جیسے بغیر چبائے بغیر کنٹرول کے اپنی جھولی بھر لیتے ہیں' بالکل اُسی طرح یہ لوگ بھی بغیر کنٹرول کے اپنے پیٹ کی جھولی بھر لیتے ہیں جانور اپنا چارہ چلتے پھرتے کھاتا ہے' اور کھاتے کھاتے پیروں میں چارہ گراتا بالکل اُسی طرح یہ غافل اور بے شعور انسان بھی Bafa سسٹم میں گائے' بیل' بھینس' کی طرح کھڑے ہوکر کھاتا اور کھاتے کھاتے ہڈی' بوٹی اور کھانا سالن' وغیرہ اپنے پیروں میں پھینکتا ہے کسی نے میز کرسی اور کسی نے چمچوں

اور کسی نے کانٹوں سے کھانا کھانا اچھا سمجھا اور ان طریقوں کو ماڈرن، ویل ایجوکیٹیڈ اور مہذب سسٹم سمجھا، بہت سے لوگ دولت مند ہوتے ہیں مگر وہ حرام وحلال، جائز و ناجائز کا تصور رکھے بغیر میت کے نام کا کھانا، خیر خیرات کا کھانا منتوں اور عرسوں کے کھانوں اور مختلف ناجائز دعوتوں پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ جانور آپس میں ملیں تو ایک دوسرے کی خاطر تواضع نہیں کر سکتے۔ اسی طرح بہت سے انسان صرف کھانے کی نیت رکھتے کھلانے کی نہیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو جنگلی تہذیب سے ہٹا کر خاطر تواضع کا طریقہ سکھایا، حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے مہمان فرشتوں کیلئے بکرا بھون کر لائے جس کو قرآن با قاعدہ بیان کر کے ایمان والوں کی تربیت کر رہا ہے۔

جانوروں کو حرام وحلال کی تمیز نہیں ہوتی

جانور چلتے چلتے کسی کی دوکان میں منہ ڈالتا ہے، کسی کے باغ اور کسی کے کھیت میں گھس کر باغ کے پھل، پھول کھا جاتا ہے یا کھیت کا صفایا کر دیتا ہے بالکل اِسی طرح بے شعور انسان بھی راستے چلتے چلتے گائے، بھینس کی طرح اگر باغ کا مالی اور کھیت کا رکھوالی نہ ہو تو باغ میں گھس کر باغ کے پھل کھا جاتے اور پھول توڑ لیتے ہیں یا کھیتوں میں انگور، کیلا، جام، آم، سیتا پھل کا صفایا کر دیتے ہیں اور بعض انسان اتنے گرے ہوئے اور بد اخلاق اور بد کردار ہوتے ہیں کہ بغیر دعوت کے کھانے کی محفلوں میں چوری سے گھس جاتے اور مہمانوں کے ساتھ بیٹھ کر محفل طعام میں شریک ہوتے ہیں اور ہر روز نئے نئے شادی خانے تلاش کرتے پھرتے ہیں۔ یا پھر اپنے ساتھ ایک دو ساتھیوں کو بھی بغیر دعوت کے ساتھ میں لیجا کر خود بھی چور بن کر داخل ہوتے اور لٹیرے بن کر نکلتے ہیں یہ بہت بڑی کمینی حرکت ہے جو انسانیت کے مقام سے بہت گری ہوئی حرکت کہلاتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے چوری بتلایا ہے۔

جانوروں کا پانی پینا

جانور، پانی جانوروں کی تہذیب کے لحاظ سے پیتا ہے اور اکثر جانور کھڑے ہو کر ایک ہی سانس میں پورا پانی پی جاتے ہیں بالکل اِسی طرح ہزاروں انسان انسان ہوتے ہوئے جانوروں کی تہذیب پر پانی پیتے، اور گائے بیل، بھینس کی طرح کھڑے ہو کر ایک ہی سانس میں پورا پانی پی جاتے ہیں، پانی پینے

میں غافل اتنے زیادہ ہوتے ہیں کہ نہ پانی پینے سے پہلے پانی کے مالک کا نام لیتے اور نہ پینے کے بعد اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں، پڑھے لکھے ہونے کے باوجود بائیں ہاتھ سے گلاس پکڑ کر اور گلاس میں سانس چھوڑ کر پانی پیتے ہیں اور بعض لوگوں کی مونچھیں اتنی بڑی بڑی ہوتی ہیں کہ جب وہ پانی پیتے ہیں تو پانی اُن کی مونچھوں کو چھوتا ہوا گذرتا ہے اور مونچھوں کی ساری گندگی' زہریلا پن اور گرد اس پانی کے ساتھ پیٹ میں چلی جاتی ہے۔بس وہ غفلت اور بے شعوری کے ساتھ پانی پی کر پیاس بجھا لیتے ہیں۔

جانوروں کا پیشاب پاخانہ کرنے کا طریقہ

جانور جب پیشاب پاخانہ کرتا ہے تو کھڑے ہو کر جہاں چاہے بغیر کسی شرم وحیا کے کرتا ہے بالکل اُسی طرح بعض انسان بول براز کھڑے ہو کر بغیر کسی شرم وحیا کے فارغ ہوتے ہیں جنوبی ہند کے بعض علاقوں میں تو مرد اور عورتیں تھوڑی تھوڑے فاصلے پر ایک دوسرے کے سامنے بیٹھ کر پیشاب پاخانہ کرتے ہیں۔ان کو قبلہ کا اور لوگوں کے راستے کا اور تالابوں کے پانی کے گندہ ہونے کا احساس ہی نہیں رہتا۔

جانور پیشاب یا پاخانہ کرنے کے بعد جسم کی صفائی نہیں کرتے۔قدرتی طور پر ان کا جسم بول براز سے صاف رہتا ہے مگر بے شعور اور غافل انسان جانوروں سے بھی گئے گذرے بن کر پیشاب کھڑے ہو کر کرتے ہیں جس سے جسم پر پیشاب کے چھینٹے اچھل جاتے ہیں اور پیشاب کرنے کے بعد طہارت لئے بغیر پانی سے صاف کئے بغیر اپنے جسم اور کپڑوں کو پیشاب لگائے پھرتے رہتے ہیں اور بعض انسان تو پاخانہ کرنے کے بعد پانی سے صاف کئے بغیر کاغذ سے پوچھ لیتے ہیں اور اپنے ساتھ غلاظت لگائے پھرتے ہیں۔جانوروں کیلئے پیشاب پاخانہ کرنے کی کوئی جگہ مقرر نہیں رہتی وہ جہاں چاہیں پیشاب پاخانہ کرتے ہیں بالکل اُسی طرح غافل اور بے شعور انسان بھی کبھی راستوں میں کبھی میدانوں' کبھی نہروں' ندیوں اور تالابوں کے قریب اور کبھی گھروں کے قریب یا گھروں کے سامنے ہی بیٹھ کر پیشاب یا پاخانہ کرتے یا اپنے بچوں کو فارغ کراتے ہیں اور کسی جگہ پر پیشاب کرنا منع ہے کہہ کر لکھ دیا جائے تو وہیں پر زیادہ فارغ ہوتے ہیں غرض بے شعور اور غافل انسان پیشاب پاخانہ کرنے کے آداب تک سے واقف نہیں ہوتا۔وہ بظاہر پڑھا لکھا ہو کر اور بھاری بھاری قیمتی کپڑے پہن کر بھی اپنے کپڑوں اور جسم کو پیشاب لگائے پھرتا ہے اور پھر اپنے آپ کو مہذب کہتا ہے۔

گائے بیل، بھینس، کے اُٹھنے، بیٹھنے، سونے اور جاگنے پر غور کیجئے

گائے، بیل، بھینس، اُٹھنے بیٹھنے سونے اور جاگنے میں جانوروں کی تہذیب پر عمل کرتے ہیں وہ سڑک کے بیچ میں یا فٹ پاتھ پر یا میدانوں میں بیٹھے رہتے ہیں مگر غافل اور بے شعور انسان اُٹھنے بیٹھنے سونے اور جاگنے میں انسانی تہذیب کو چھوڑ کر جانوروں کے کلچر پر عمل کرتا ہے، چنانچہ بے شعور انسانوں کے پاس اُٹھنے بیٹھنے کی کوئی تمیز ہی نہیں ہوتی وہ کبھی گلی کے کونوں پر، کبھی ہوٹلوں اور پان کے ڈبوں کے سامنے اور کبھی فٹ پاتھ پر اور کبھی گھروں کے سامنے اُٹھتے بیٹھتے اور اکثر راستوں پر فٹ پاتھ پر چمن اور گھروں کے سامنے، بس اسٹانڈ پر اور دواخانوں کے باہر اور ریلوے اسٹیشنوں کے باہر سوتے پڑے رہتے ہیں اور دوسرں کیلئے تکلیف پیدا کرتے ہیں۔

جانور سونے میں مشرق مغرب اور قبلہ کا خیال نہیں کرتا۔ وہ جب سوتے ہیں تو پیر کبھی مشرق کی طرف کرتا ہے اور کبھی مغرب کی طرف کبھی ایک کا سر دوسرے کے پیروں میں اور دوسرے کا سر تیسرے کے پیروں میں ہوتا ہے، بالکل اُسی طرح بے شعور انسان بھی سوتے ہیں جس کی عام مثال ہم اسٹیشنوں اور سرائے خانوں میں دیکھتے ہیں کوئی تو بالکل اوندھا سوتا ہے اور کوئی بالکل چت سوتا ہے کسی کو اپنے کپڑوں کا ہوش نہیں ہوتا۔ بول براز کرنے میں بھی ایسے انسان مشرق مغرب کا خیال نہیں کرتے جدھر عبادت کیلئے رُخ کرتے ہیں اُسی رُخ پر بول براز کے لئے بھی بیٹھتے ہیں، نہ اُٹھنے بیٹھنے اور سونے میں تمیز اور نہ بول براز میں تمیز رکھتے ہیں بس بے شعوری کے ساتھ زندگی گذارتے ہیں۔

جانوروں کو لباس کی ضرورت نہیں

جانوروں کو شرم و حیا نہیں ہوتی اور ان کو اپنی ستر ڈھانکنے کی ضرورت بھی نہیں ہوتی ان کے جسم پر جو بال پر اور کھال ہوتی ہے وہی ان کا قدرتی لباس ہوتا ہے۔ مگر انسان انسانی کلچر اور تہذیب کے مطابق ننگا برہنہ اور بے شرم نہیں رہ سکتا۔ اس کو اپنا جسم چھپانے کیلئے لباس بہت ضروری ہے بے شعور اور غافل انسان جب وحی الٰہی سے فائدہ نہیں اُٹھاتا تو لباس پہننے کے اصول و آداب سے بھی واقف نہیں رہتا۔ چنانچہ انسانوں کی ایک کثیر تعداد لباس پہن کر بھی جانوروں کی طرح ننگی رہتی ہے ان کو اپنی ستر

کے کھلے رہنے اور بے حیائی و بے شرمی کے ساتھ پھرنے کا احساس ہی نہیں رہتا وہ کبھی پیٹ کھلا رکھتے اور جسم کی نمائش کرتے پھرتے ہیں کبھی سینے کو دکھاتے اور کبھی تو صرف شرمگاہ ہی پر کپڑا رکھتے ہیں۔ یہ جانوروں سے بھی کم تر زندگی ہے۔

جانوروں کو شادی بیاہ کی ضرورت نہیں

جانوروں کو شادی بیاہ کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی۔ جانوروں کے کلچر کے مطابق ایک نر چار مادہ اور چار نر ایک مادی کے پیچھے پھرتے رہتے ہیں۔ وہ کسی بھی نر اور مادہ کے ساتھ اپنی ضرورت پوری کر لیتے ہیں بالکل اُسی طرح جن انسانوں کو زندگی کا مقصد معلوم نہیں ہوتا یا جو زندگی کے مقصد کا ناقص تصور رکھتے ہیں وہ جانوروں کی طرح اپنی نفسانی خواہشات کو کہیں ہوٹلوں، اور کہیں کلبوں میں اور زانی مرد اور عورتوں سے پورا کرتے ہیں اور ہر روز نئے نئے مرد اور عورتوں کو تلاش کرتے ہیں۔ چنانچہ دنیا کے بعض ملکوں میں زنا کرنے کے لائسنس دیئے جاتے اور مرد اور عورتیں کم عمری سے ہی بائے فرینڈ اور گرل فرینڈ رکھتے اور شادی سے پہلے ہی حاملہ بن جاتے ہیں اور جانوروں کی طرح چار مرد ایک عورت سے یا ایک مرد چار عورتوں سے استفادہ کرتے ہیں ۔ چنانچہ انسانوں کی بہت ساری بستیاں زانی معاشرے میں زندگی گذار رہی ہیں۔

جانوروں میں پردہ نہیں ہوتا

اللہ تعالیٰ نے جانوروں کو جو کلچر عطا فرمایا اُس میں جانوروں کیلئے پردہ نہیں ہے ان کے نر اور مادہ ایک ساتھ پھر سکتے ایک ساتھ بیٹھ اُٹھ سکتے ہیں۔ چنانچہ وہ میدانوں اور چراگاہوں میں ایک ساتھ مل جل کر بیٹھتے، اُٹھتے، کھاتے، پیتے، چلتے پھرتے ہیں بالکل اُسی طرح جن انسانوں کو زندگی کا مقصد معلوم نہیں رہتا وہ انسانوں میں پردے کو پسند نہیں کرتے اور بے پردگی کے ساتھ زندگی گذارتے ہیں چنانچہ ایسے لوگوں کے مرد اور عورتیں اسکول، کالج، دفتر اور دواخانوں اور شادی بیاہ کی محفلوں میں ایک ساتھ چلتے پھرتے، اُٹھتے، بیٹھتے کھاتے پیتے، رہتے ہیں اور ایک دوسرے کے ساتھ کانوں، زبان، اور دل و دماغ کے زنا میں مبتلا رہتے ہیں۔

جانور کائنات کی چیزوں میں غور وفکر نہیں کر سکتا

جانور دُنیا کی چیزوں کو استعمال کرتے وقت اُس میں اللہ کی قدرت پر غور وفکر نہیں کر سکتا۔ مثلاً کسی بھینس، گائے، بکری کے سامنے کوئی چیز کھانے آجائے تو وہ بس اتنا ہی جاننے کی کوشش کرتے ہیں کہ یہ چیز اُنکے کھانے کی ہے یا نہیں وہ پھل اور درخت پر غور وفکر نہیں کر سکتے بس اپنے فائدے کی ہو تو کھا لیتے ہیں۔ بالکل اُسی طرح بے شعور اور غافل انسان دنیا کی چیزوں پر غور وفکر، تفکر اور تدبر نہیں کرتے اور نہ اللہ تعالیٰ کی قدرت پر غور وفکر کر کے سمجھنا چاہتے ہیں بس استعمال کرنے کی ہو تو بے شعوری کے ساتھ استعمال کر لیتے ہیں زیادہ سے زیادہ اس چیز پر ریسرچ کر کے انکی بناوٹ اور اسکے فائدہ کو جاننے کی کوشش کرتے مگر اسکے بنانے والے کے آرٹ، کمالات، خوبیوں اور حکمتوں پر غور وفکر نہیں کرتے، چیز سے تو اچھی طرح واقف ہو جاتے ہیں مگر چیزوں کے بنانے والے سے واقف نہیں ہوتے حالانکہ چیزوں کے ذریعہ انکے مالک کو جاننا اور پہچاننا ہے۔

درندوں کی زندگی پر غور کیجئے

وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَ تُدْلُوْا بِهَا اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۔ (سورہ بقرہ آیت ۱۸۸)

ترجمہ: اور تم لوگ آپس میں ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقے سے نہ کھاؤ اور نہ حاکموں کے آگے اُن کو اس غرض کیلئے پیش کرو کہ تمہیں دوسروں کے مال کا کوئی حصہ قصداً ظالمانہ طریقے سے کھانے کا موقع مل جائے۔

کچھ جانور وہ ہوتے ہیں جو دوسروں کی زندگیوں کو ختم کر کے اپنا پیٹ پالتے ہیں جیسے، شیر، ببر، چیتا، وغیرہ یہ درندوں کی زندگی کہلاتی ہے یا پھر دوسروں کا خون چوس کر اپنا پیٹ بھرتے ہیں جیسے کھٹمل، مچھر وغیرہ یہ ظلم نہیں بلکہ قدرت نے ان کی غذا ہی گوشت اور خون رکھی ہے مگر انسان اشرف المخلوقات ہوتے ہوئے جب اپنی زندگی کے مقصد سے واقف نہیں ہوتا تو وہ درندوں کی طرح زندگی گذارتا ہے اور دوسروں کی زندگیوں کو ختم کر کے ان کا مال اور ان کی جان لوٹ لیتا ہے اور اپنا پیٹ پالتا ہے مثلاً چور، ڈاکو، لٹیرے وغیرہ انسان ہوتے ہوئے اپنے ہی ہم جنس انسان کو ختم کر کے اس کا مال و دولت

لوٹ لیتے ہیں کہیں کسی کے مال و دولت کی خاطر اُن کا قتل کر ڈالتے ہیں اور کہیں کسی عورت کی عصمت کو صرف نفسانی خواہش کی خاطر لوٹ کر قتل کر ڈالتے ہیں۔ یہ درندوں سے بھی گری ہوئی زندگی ہے' جانور کبھی اپنی مادہ کو نہیں مارتے' بلکہ اس سے پیار کرتے ہیں مگر انسان اشرف المخلوقات ہوتے ہوئے اپنی بیوی کی بے عزتی کرتا اس کو مارتا پیٹتا اور جلا بھی دیتا ہے اسی طرح ہزاروں انسان ایسے ہوتے ہیں جو سود خور اور رشوت خور بن کر اپنے ہی جیسے انسانوں کا یعنی اپنے ہی بھائیوں کا خون چوس کر اپنا پیٹ پالتے ہیں۔ جیسے کھٹمل اور مچھر خون پیتے ہیں ایسے انسانوں کی زندگی درندوں' کھٹمل' مچھر کی زندگی کی طرح ہوتی ہے دنیا کا ہر بینک تقریباً انسانوں کے خون چوسنے کا گودام بنا ہوا ہے۔

دُنیا میں ہزاروں ایسے انسان ہیں جو شادی بیاہ میں جوڑے گھوڑے کے نام پر لوگوں کا گھر ماڈرن طریقوں سے لوٹتے ہیں ایک چور وہ ہوتا ہے جو چھپ کر رات کے وقت چوری کرتا ہے اور یہ لوگ ماڈرن انداز سے گھروں کو گھوڑے جوڑے کے نام پر لوٹتے ہیں اور دوسروں کے گھروں کو ویران کر کے اپنا گھر آباد کرتے ہیں۔ اُن کو اللہ تعالیٰ کا ڈر خوف نہیں ہوتا اور نہ اللہ تعالیٰ کے پاس جواب دینے کا احساس ہوتا ہے ان کی زندگی کا مقصد صرف دوسروں کا خون چوسنا ہوتا ہے یا دوسروں کو لوٹنا ہوتا ہے اور یہ لوٹنا چوروں ڈاکوؤں اور درندوں کی زندگی ہے۔

کچھ انسان ایسے ہوتے ہیں جو اقتدار کی کرسی پر بیٹھ کر رشوت کے نام پر انسانوں کا خون کھٹمل اور مچھر کی طرح چوستے ہیں ان کی زندگی کا مقصد صرف روپیہ پیسہ کمانا' بینک بیالنس میں اضافہ کرنا ہوتا ہے چاہے دولت حرام طریقے سے آئے یا حلال طریقے سے' اس کی کوئی فکر نہیں ہوتی ان کا یہ حال ہوتا ہے کہ اگر پیسے غلاظت میں گر جائیں تو منہ سے اُٹھالیں حالانکہ مرنے کے بعد پیسہ ساتھ نہیں جاتا۔ ایسے انسان دوسرے انسانوں کا خون چوس کر اپنے بیوی' بچوں کو حرام رزق سے پالتے ہیں جسکی وجہ سے انکے جسموں سے شیطانی اعمال ظاہر ہوتے ہیں ایسے انسان روپے' پیسہ کے پجاری اور بندے بنے ہوئے ہوتے ہیں یہ لوگ دوسروں سے پیسہ لوٹ کر اپنی اولاد کو ڈاکٹر' انجینئر بنا کر اپنی اولاد کی دنیا کو آباد کرتے ہیں اور اکثر ایسے لوگوں کی اولاد زانی' شرابی' جواری' عیاش نکلتی ہے، ایک موٹر میں کچرے کا پٹرول ڈالا جائے تو موٹر چل نہیں سکتی' بالکل اِسی طرح لوگوں کا خون چوس کر لوگوں کی بد دعائیں لے کر اگر انسان اپنی اولاد کو اور خود کو پالے تو اُنکے جسم سے حضورؐ والے نورانی اعمال نہیں نکل سکتے اور وہ سکون کی زندگی نہیں گذار سکتے۔

مال حرام کی مثال غلاظت کی طرح ہے

دُنیا میں چوری، ڈکیتی، رشوت، سود، جوڑے کی رقم دھوکہ دہی وغیرہ سے جو مال حاصل کیا جاتا ہے اس کی مثال فضلہ، بول براز اور پاخانہ کی سی ہے۔ جس طرح گھروں کی ٹانکی میں کچھ فضلہ اور پاخانہ ملا دیا جائے تو تمام نلوں میں فضلے کا ہی پانی نکلے گا۔ بالکل اُسی طرح انسان اپنے پیٹ میں حرام مال کو داخل کرے تو ہاتھوں اور پیروں، آنکھوں کانوں سے گندے ناپاک شیطانی اعمال ہی نکلیں گے۔

بے شعور انسانوں کو کتا اور بلی کی زندگی سے عبرت حاصل کرنا چاہئے

عام طور پر کتا اور بلی کو تازہ اور پاک صاف گوشت میں اتنا مزہ نہیں آتا جتنا سڑے ہوئے گوشت میں مزا آتا ہے کتے کو سڑا ہوا گوشت ڈالئے دم ہلا ہلا کر مزے لے لیکر کھاتا ہے، اسی طرح غافل اور بے شعور انسان جن کو زندگی کا مقصد نہیں معلوم ہوتا جب انکو شراب، سود، رشوت اور غیر مرد اور عورت ملتی ہے تو ویسے ہی خوش ہوتے ہیں جیسے سڑا ہوا گوشت کھا کر کتّا خوش ہوتا ہے، ایسے انسانوں کو محنت کی آمدنی میں مزہ نہیں آتا۔ وہ لوٹے ہوئے مال سے بہت خوش ہوتے ہیں، عام طور پر ہم دیکھتے ہیں کہ مختلف گلیوں اور محلوں میں کتے ہوتے ہیں اگر اتفاق سے ایک محلے کا کتا دوسرے محلے یا گلی میں آجائے تو سارے کے سارے کتے مل کر اس کتے پر حملہ کر دیتے ہیں اور خوب بھونکتے ہیں اور اسکو بھگا دیتے ہیں بالکل اُسی طرح بے شعور اور غافل ایک شہر کا انسان دوسرے شہر کے انسان کو ایک مذہب کا انسان دوسرے مذہب کے انسان کو ایک ملک کا انسان دوسرے ملک کے انسان کو برداشت نہیں کر سکتا کہیں ملکی غیر ملکی یا پھر کہیں مہاجر یا پھر کہیں کالے گورے یا کہیں بڑے اور چھوٹے اونچ نیچ، ذات پات کے جھگڑے ویسے ہی کھڑا کرتے ہیں جیسے ہم روزانہ گلیوں میں کتوں کو لڑتا ہوا دیکھتے ہیں۔

کتے کی ایک اور حالت

کتے کو آپ نے دیکھا ہوگا کہ کبھی گردن سیدھی رکھ کر نہیں چلتا بلکہ ہمیشہ زمین کو سونگھتا ہوا اور ہر پاک و ناپاک چیز کا اپنی ناک سے جائزہ لیتا ہوا چلتا ہے کہ شاید کوئی چیز کھانے کی مل جائے۔ کتے کی

رہنما اس کی آنکھ نہیں بلکہ ناک ہوتی ہے' جو اُسکی خواہشوں کی تکمیل میں مدد دیتی ہے کتے کی یہ بھی خصلت ہے کہ وہ ہمیشہ اپنی زبان نکالے ہوئے رہتا ہے' پیار کیجئے جب بھی اسکی یہی حالت رہتی ہے دُھتکاریئے' جھڑ کیئے' تب بھی اس کا یہ ہی انداز رہے گا یہ گویا اسکی حرص اور کمینہ پن ہے بھوکا رہے گا تب بھی اسکو آپ اسی حال میں پائیں گے، پیٹ بھر کے کھلا دیجئے' تب بھی اسی ہئیت میں دیکھیں گے امیروں کے کتے پیٹ بھر گوشت کھاتے اور دودھ پیتے ہیں لیکن کار کے اندر بیٹھے ہوئے بھی زبان نکالے ہوئے رہتے ہیں۔ باغ کے اندر سیر کرتے ہوئے بھی زمین میں تلاش کرتے' سونگھتے اپنی ناک کے پیچھے پیچھے چلیں گے،اسی طرح بہت سے انسانوں کا حال بھی یہی ہوتا ہے ان کو اپنے نفس پر ذرا قابو نہیں رہتا۔ اُن کی قوت ارادہ بالکل معطل ہو جاتی ہے اور وہ اپنی خواہشوں کے غلام اور اپنی حرص کے غلام بنے ہوئے رہتے ہیں اُن کی شکلیں آدمیوں جیسی اور فطرت کتوں جیسی بن جاتی ہے' جسکی مثال ہم اکثر دیکھتے رہتے ہیں کہ بہت سارے لوگ روپے پیسے' کوٹھی اور جائیداد والے ہوتے ہیں' ان کا پیٹ بھرا ہوا ہوتا ہے مگر پھر بھی حرص' لالچ' اور دولت کی بھوک میں دوسروں کے مال پر رال ٹپکاتے ہی رہتے ہیں۔ ہمیشہ شادی بیاہ اور دوسرے رسومات میں بس کتے کی طرح منہ کھلا کا کھلا رکھتے ہیں۔ بعض لوگ دولت کی خاطر زنا' رشوت اور ناانصافی جیسے کام کر کے اپنے آپ کو حرص اور نفس کا غلام بنا لیتے ہیں گویا یہ درندوں کی زندگی ہے۔

کیڑے مکوڑوں اور حشرات الارض کی زندگی

کچھ وہ جانور ہوتے ہیں جو دوسروں کو ستا کر مصیبت میں مبتلا کر کے مزا لیتے ہیں جیسے سانپ' بچھو وغیرہ دوسروں کو کاٹتے' ڈنستے' اور تڑپاتے ہیں حالانکہ ان کو کاٹنے اور ڈنسنے سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ یہ اُن کی فطرت ہے مگر انسانوں میں بہت سے انسان ایسے ہوتے ہیں جو مختلف لوگوں کو بس آپس میں لڑاتے رہتے ہیں۔ کہیں ایک ملک کو دوسرے ملک سے' کہیں ایک پارٹی کو دوسری پارٹی سے' کہیں ایک مذہب کے لوگوں کو دوسرے مذہب کے لوگوں سے' کہیں ایک جماعت کو دوسری جماعت سے بس لڑاتے رہتے ہیں اور خود تماشا دیکھتے رہتے ہیں۔

سانپ کے منہ میں صرف ایک دانت میں زہر ہوتا ہے اگر وہ دانت نکال دیا جائے تو سانپ

نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اسی طرح بچھو کی دم میں زہر ہوتا ہے اگر وہ دم کا کانٹا نکال دیا جائے تو وہ نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ مگر انسان جب اپنی زندگی کے مقصد سے واقف نہیں ہوتا تو جسم کے ہر حصے سے ظلم کرتا ہے' فساد پیدا کرتا ہے' کہیں ہاتھوں سے کسی کو قتل کر ڈالتا ہے' کہیں زبان سے گالیاں دے کر دوسروں کی بے عزتی کرتا ہے۔ کہیں دل سے برائی سوچ کر غلط منصوبے بناتا ہے کہیں آنکھوں کو برائی میں استعمال کر کے دوسروں کی ماں' بہن' بیٹی کو ننگا کر کے ہوٹلوں اور کلبوں میں نچاتا ہے' کہیں پیروں سے برائی کے راستے پر چل کر فساد' چوری' لوٹ مار کرتا ہے مغربی ملکوں میں آنکھوں سے ناچ دیکھ کر کانوں سے گانے سن کر منہ سے شراب پی کر شرم گاہ سے زنا کر کے مزہ لینے کو زندگی سمجھا گیا ہے۔

بے ایمان اور ہٹ دھرمی کی زندگی

دیمک گھر بناتی ہے۔ سانپ اس پر قبضہ کر لیتا ہے اسی طرح بہت سارے غافل انسان زندگی کے مقصد سے واقف نہیں ہوتے سانپ کی طرح دوسروں کے گھروں' دکانوں اور زمین پر قبضہ کر لیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے نزدیک خاص وقت میں خاں قسم کے شکل وصورت اختیار کر کے کچھ اعمال کر لینے کا نام عبادت ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ انسانوں کو نہ گائے' بیل' بھینس' کی طرح اور نہ شیر' ببر اور چیتے کی طرح اور نہ کھٹمل' مچھر اور سانپ بچھو' اور کتا' بلی کی طرح زندگی گذارنے کے لئے پیدا کیا بلکہ ان کو ایک خاص مقصد کے ساتھ زندگی گذارنے کو پیدا کیا۔

دنیا کی محبت میں گرفتار اور دنیا ہی کو اپنا اصلی ٹھکانہ (اسٹیشن) سمجھنے والے غافل اور بے شعور انسانوں کی تمام محنت دنیا ہی کو بنانے اور سنوارنے پر خرچ ہوتی ہے

بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةُ خَیْرٌ وَّ اَبْقٰی۔ اِنَّ هٰذَا لَفِی الصُّحُفِ الْاُوْلٰی۔ صُحُفِ اِبْرَاهِیْمَ وَمُوْسٰی۔

ترجمہ: تمہارا حال یہ ہے کہ (تم آخرت کے مقابلہ میں) دنیوی زندگی کو مقدم رکھتے ہو حالانکہ آخرت (دنیا سے بدرجہ)

بہتر اور سب سے زیادہ پائیدار ہے یہ بات اگلی کتابوں میں بھی بیان ہوئی ہے یعنی ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں۔

کسی کا یہ عالم ہے کہ جب ان کو زندگی کا مقصد نہیں معلوم ہوتا تو پوری طاقت روپیہ پیسہ کمانے اور بلڈنگس بنانے اور گھروں کو سجانے میں خرچ کرتے رہتے ہیں بس دن رات گھر کو اچھا سے اچھا اور خوبصورت بنا کر ایک شو اور دکھاوا کرنا چاہتے ہیں۔ ان کی فکر یہ ہوتی ہے کہ آرام دہ گھر بن جائے اور پورے خاندان میں سب سے اچھا گھر انہیں کا ہو حالانکہ موت کے بعد وہ اپنے ساتھ گھر کو قبر میں نہیں لے جاتے مختصر قیام کے لئے اتنی فکر ایک چھوٹی سی چڑیا ہوتی ہے جس کا نام لوف برڈ ہوتا ہے اتنا اچھا اور خوبصورت گھونسلہ بناتی ہے جس میں ۷۔۶ انڈے اور بچے رہتے ہیں جو گرمی اور برسات اور دوسرے جانوروں کے خطرے سے محفوظ ہوتا ہے، گھر بنانا مقصد ہوتا تو انسان سے اچھا گھر پرندے بناتے ہیں۔ بہت سے لوگ اپنی ساری توانائی اور دولت اولاد کی دنیا بنانے پر خرچ کر دیتے ہیں اور ان کو دین سے بے بہرہ بنا کر رکھ دیتے ہیں۔ دنیوی تعلیم اور قابلیت کا تو بڑا خیال ہوتا ہے مگر دین کی تعلیم اور اولاد کی آخرت بنانے کا ذرا بھی خیال نہیں رہتا، بس رسمی انداز میں اور روایتی انداز میں دینی تعلیم دلا دیتے ہیں، ان کو اپنی اولاد کا دوزخ کی طرف چلنا سمجھ میں نہیں آتا مگر دنیا کی ناکامی و بربادی بہت جلد سمجھ میں آتی ہے ان کو اپنی اولاد کا اللہ سے بغاوت اور نافرمانی نظر نہیں آتی مگر دنیاداری اور ناکامی جلد نظر آتی ہے۔ کسی کا عالم یہ ہے کہ ان کی تمام تر توجہ شو اور دکھاوے کی طرف ہوتی ہے محض جھوٹی شان اور عزت کی خاطر اچھے سے اچھے کھانے' کھانا' کھلانا اور بھاری سے بھاری کپڑا پہننا اور قیمتی سے قیمتی زیور استعمال کر کے ایک شو اور دکھاوے کی زندگی گذارتے ہیں پچھلے زمانوں میں نوابوں اور جاگیرداروں کا یہی حال تھا۔ شو کے لئے نوکر دکھاوے کیلئے موٹر چاہیے۔ بس اسی شو اور دکھاوے کی زندگی کی فکر ہوتی ہے اپنی تمام کمائی صرف دنیا کے زیب و زینت بناؤ اور سنگار پر ہی خرچ کرتے رہتے ہیں، کسی کی آمدانی کم مگر خرچہ اس کا دوگنا ہوتا ہے بناؤ' سنگھار' زیور وغیرہ اگر زندگی کا مقصد ہوتا تو اللہ تعالیٰ نے انسانوں سے زیادہ مور' طوطا' اور دوسرے بہت سے پرندوں کو مختلف قسم کے خوبصورت لباس اور رنگوں سے سجایا ہے۔

ہزاروں لاکھوں انسان تو اپنی زندگی کا مقصد وہ بنا لئے ہیں جو شیطان کا اصلی کام ہے یعنی لوگوں کو بُرائی سکھاتے اور اچھائی سے روکتے ہیں۔ اللہ کی عبادت و اطاعت سے روک کر غیر اللہ سے جوڑتے

اور غیر اللہ کی عبادت واطاعت کراتے ہیں۔ انسانوں کو اللہ تعالیٰ سے توڑ کر بندوں سے جوڑتے ہیں اور ہمیشہ گمراہی کی تعلیم دیتے ہیں۔

کسی کا یہ عالم ہے کہ بس خواہشات نفسانی کے بندے بنے ہوئے ہیں، ایسے انسانوں کا وقت سیر وتفریح ناچ' گانا بجانا' شراب' جوا' ریس اور زنا یا پھر ٹی وی اور فلموں کے کٹتا کٹتا نہیں؟ بعض یہ سمجھتے ہیں کہ زندگی کا مقصد روٹی' کپڑا' اور مکان ہے اس کے بعد انسان ختم ہوگیا تو کیا اتنا لمبا سفر اور اس کیلئے مقصد صرف روٹی' کپڑا اور مکان بنا کر عیش کی زندگی گذارنا ہے۔ روٹی اور غذا تو جانور بھی کھاتے ہیں پھر انسان کے پیدا کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ گائے' بیل' بھینس' بکری' ہاتھی' شیر ببر سب اس مقصد کو ادا کر ہی رہے ہیں۔ انسان اشرف المخلوقات ہے اتنی بلند مخلوق اور اس کی زندگی کا مقصد صرف روٹی' کپڑا' اور مکان اور پھر ختم ہو جائے یا ایسے اسباب وسائل میں زندگی گنوا دے جس کا نتیجہ بہرصورت روٹی' کپڑا اور مکان ہو یہ تو بہت چھوٹا اور ادنیٰ مقصد ہوا اگر غذا کھانا اہم مقصد ہوتا تو جو سب سے زیادہ کھاتا ہے وہی افضل واشرف ہونا چاہیے تھا' اس لحاظ سے ہاتھی' بھینس' گائے' شیر وغیرہ اشرف وافضل ہوتے اس لئے کہ انسان ان کی طرح نہیں کھا سکتا جتنا یہ جانور کھاتے ہیں۔ نہ پیٹ اُتنا ہے اور نہ ہاضمہ اُن جیسا۔

اِسی طرح بچے پیدا کرنا مقصد ہوتا تو انسان سے زیادہ بچے جانور پیدا کرتے ہیں انسان جانوروں کے مقابلے میں کیا' بچے پیدا کرسکتا ہے۔ غرض جانور بھی کھاتے پیتے گھر بناتے اور بچے پالتے ہیں اگر انسان نے بھی یہی کام کیا تو کونسا کمال کیا۔ کوئی انسان کہے کہ ہم پلاؤ اور مرغ اور بکرا وغیرہ بھی کھاتے ہیں جانور یہ نہیں کھاتے مگر بلی کو دیکھئے مرغ کھاتی ہے' شیر کو دیکھئے بکرا اور گائے اور ہرن کو کھاتا ہے۔ غذا تو اسلئے کھائی جاتی ہے کہ بدن باقی رہے اور مکان' کپڑا' بھی بدن کو محفوظ رکھنے کا ذریعہ ہے غذاء کپڑا اور مکان تو اس وقت تک ہی انسان استعمال کرسکتا ہے جب تک دنیا میں موجود رہے۔

اِسی طرح اقتدار اور کرسی بھی مقصد نہیں' جب انسان مرجاتا ہے تو اقتدار اور کرسی کو دنیا ہی میں چھوڑ کر چلا جاتا ہے قبر میں اس کا اقتدار کرسی ساتھ نہیں جاتے انسان کو تو دنیا میں صرف اور صرف زندگی کے ہر قدم پر اپنے مالک اور پروردگار کی عبادت وبندگی کیلئے رکھا گیا ہے۔ مگر انسان اللہ تعالیٰ کی بندگی وغلامی اختیار کرنے کے بجائے من چاہی زندگی گذارتا ہے جبکہ اس کی کامیابی اور نجات

رب چاہی زندگی گذرانے میں ہے۔

اسلام دراصل انسان کی ۲۴ گھنٹوں کی زندگی کو عبادت گذار بنانا چاہتا ہے اسلام صرف نماز ہی کے ذریعہ ایک انسان کو عبادت گذار بنانا نہیں چاہتا بلکہ نماز کے بعد مسجد کے باہر والی زندگی' بازار اور دوکان کی زندگی' گھر اور محلّہ کی زندگی' دوست احباب' رشتہ داروں کے ساتھ کی زندگی' اسکول اور دفتر کی زندگی' حکومت' اقتدار' اور کرسی کی زندگی' مصیبت اور پریشانی کی زندگی' بیماری اور صحت کی زندگی' خوشی اور غم کی زندگی' پیدائش اور موت کی زندگی کو اللہ تعالیٰ کی عبدیت و بندگی میں تبدیل کرکے انسان کی پوری زندگی کو عبادت کا رنگ دینا چاہتا ہے اس لئے اسلام میں صرف نماز پڑھنے ہی کا نام عبادت نہیں بلکہ دن رات میں جتنے کام کریں وہ تمام کام اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اور اللہ تعالیٰ کے واسطے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع ونقل میں کرنے کا نام عبادت ہے۔تب ہی انسان کی دن اور رات کی زندگی عبادت گذار بن سکتی ہے۔

انسان سے ہٹ کر دوسری مخلوقات پر غور کیجئے وہ مختلف طریقوں سے اللہ تعالیٰ کی عبادت نہیں کرسکتے صرف انکی جو ذمہ داریاں ہیں اُسی کو وہ ادا کرکے عبادت کرتے ہیں' فرشتے نکاح کرکے بیوی بچوں کو پال کر عبادت نہیں کرسکتے ایک فرشتہ کھانا کھا کر اور پانی پی کر عبادت نہیں کرسکتا۔ جانور حکومت' عدل وانصاف کرکے عبادت نہیں کرسکتے اسی طرح جانور نوکری اور تجارت جیسے کام کرکے عبادت' نہیں کرسکتے' یعنی حرام کمائی سے بچ کر حلال کمائی کما کر عبادت نہیں کرسکتے۔ درخت' جھاڑ' پہاڑ' خیر خیرات کرکے عبادت نہیں کرسکتے۔ چرند' پرند اچھائی کا حکم کرکے برائی سے روکنے والا کام کرکے عبادت نہیں کرسکتے۔ پودے اور درخت جھوٹ سے بچ کر سچ بول کر عبادت نہیں کرسکتے۔ فرشتے' جانور' درخت پودے دعوت دین کا کام کرکے اور جہاد کرکے عبادت نہیں کرسکتے' جانور پردہ کرکے' وضو' غسل کرکے عبادت نہیں کرسکتے' یہ شرف اور موقع صرف انسان اور جن کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا کہ انسان سب سے بڑی عبادت نماز کے ذریعہ بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے اور پھر نماز کے بعد والی زندگی میں مسجد سے باہر نکل کر مختلف کام انجام دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی عبدیت وبندگی اختیار کرکے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہے۔

اکثر لوگوں کے ذہنوں میں یہ بات بیٹھی ہوئی ہے کہ نماز، روزہ، زکوۃ اور حج ہی عبادت ہیں دوسری چیزوں کو عبادت نہیں کہا گیا؟

یَا اَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْ ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّۃً ص وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ ط اِنَّہٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ۔ (البقرہ۲۰۸)

ترجمہ: اے ایمان لانے والو تم پورے کے پورے اسلام میں داخل ہو جاؤ اور شیطان کی پیروی نہ کرو وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

قرآن مجید نے بار بار اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت واطاعت کرنے کی تاکید کی ہے اور شیطان ونفس کی اطاعت سے روکا ہے۔ نماز، روزہ، زکوۃ اور حج کو ارکان اسلام بتلایا گیا یوں سمجھے کہ ایمان کی زمین پر یہ چار ستون، نماز، روزہ، زکوۃ اور حج کو قائم کرکے ان ستونوں پر شریعت کی چھت ڈالنی ہوگی تب ہی یہ گھر مکمل نظر آئے گا ورنہ صرف زمین پر چار ستونوں کو کھڑا کرنے سے نہ گھر کی شکل ہوگی اور نہ وہ اسلام کا مکمل نظارہ پیش کرسکیں گے، اسلامی احکام چار حصوں پر مشتمل ہیں (۱) فرض (۲) واجب (۳) سنت موکدہ اور سنت (۴) نفل۔ ان چار چیزوں میں سے تین چیزوں کی پوچھ ہوگی اور حساب لیا جائے گا۔ سنت ہی سے اعمال میں اسلام نظر آتا اور نورانیت باقی رہتی ہے۔ ورنہ بغیر سنت کے کوئی عمل اسلام نظر نہیں آتا چھوٹ صرف نفل کی ہے اگر کوئی انسان نفل عمل کرے گا تو ثواب ملے گا نہ کرے گا تو گناہ نہیں، قرآن مجید کے تمام ۳۰ پاروں میں اللہ تعالیٰ کی پہچان کے ساتھ ساتھ اُسی کی عبدیت وبندگی کی تعلیم دی گئی۔ قرآن مجید صرف نماز، روزہ، زکوۃ اور حج ہی کی بات نہیں کرتا بلکہ نماز، روزہ، زکوۃ اور حج کو فرضیت کا درجہ دیکر انسانوں کو باقاعدہ، شرک، کفر، منافقت، طاغوت کی اطاعت، شراب، زنا، سود، جوا، سور کا گوشت، قتل وغارت گیری، چوری لوٹ مار اور بے ایمانی جیسے تمام اعمال کو حرام قرار دیا اور ان کو بڑے بڑے گناہ بتلایا اور زندگی کے ہر شعبے میں عبدیت وبندگی اختیار کرنے کی تعلیم دی، اگر صرف نماز، روزہ، زکوۃ اور حج ہی عبادات ہوتے تو انسانوں کو پردہ کرنے، فضول خرچی نہ کرنے، نکاح کرنے مہر ادا کرنے، بے حیائی و بے شرمی سے دور رہنے، طہارت اور پاک صاف رہنے، غسل اور تیمّم کرنے، جسم کو ڈھانکنے لباس اختیار کرنے، ماں باپ کی خدمت کرنے اور رشتے داروں کے حقوق ادا کرنے اور اولاد کی تربیت کرنے،

دعوت دین دینے‘ جہاد کرنے‘ صبر کرنے وغیرہ کی تعلیم کیوں دی جاتی ؟ اور ناحق قتل کرنے کی سزا جہنم بتلائی گئی‘ سود کھانے کو ماں کے ساتھ زنا بتلایا گیا‘ دکھاوے کو شرک بتلایا گیا‘ پاکی وطہارت کو عبادت ہی نہیں آدھا ایمان بتلایا گیا‘ نکاح کو بھی آدھا ایمان بتلایا گیا‘ حیاء کو بھی آدھا ایمان بتلایا گیا‘ شراب‘ چوری‘ اور زنا کے وقت انسان کے پاس سے ایمان علیحدہ ہوجاتا ہے بتلایا گیا اگر نماز‘ روزہ‘ زکوۃ اور حج کے علاوہ دوسری چیزیں عبادت نہ ہوتیں تو انسانوں کو رب چاہی زندگی اختیار کرنے اور من چاہی زندگی سے دور رہنے کی تعلیم کیوں دی جاتی؟ اور یہ کیوں فرمایا جاتا کہ تم اللہ کی اطاعت کیلئے رسول کی اتباع کرو۔ وَاَطِيۡعُ اللّٰهَ وَاَطِيۡعُ الرَّسُوۡلَ اور رسول کی نافرمانی اللہ کی نافرمانی بتلایا گیا ہے۔ غرض یہ کہ نماز‘ روزہ‘ زکوۃ اور حج کے علاوہ دوسرے اعمال پر گرفت کیوں کی جارہی ہے؟ اگر دوسرے اعمال عبادت نہ ہوتے تو یہ کہہ دیا جاتا کہ انسان نماز‘ روزہ‘ زکوۃ اور حج کے بعد زنا‘ چوری‘ قتل‘ وغارت گری‘ جوا‘ بے حیائی و بے شرمی‘ نہ کرے تو ثواب ملے گا۔ کرے تو گناہ نہیں اور نہ کوئی پکڑ ہوگی‘ یعنی اگر فرض عبادات کے بعد اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری کرے تو نیکیاں ملیں گی اور اگر نہ کرے تو نیکیاں نہیں ملیں گی اور گناہ بھی نہیں ہوگا۔ مگر ایسا نہیں بتلایا گیا بلکہ فرمایا گیا کہ تم انسانوں اور جنوں کو میں اپنی عبادت کیلئے پیدا کیا ہوں۔ انسان فرض عبادات کے بعد جو بھی کام کرے وہ اپنی مرضی اور جی کی خواہش پر نہیں بلکہ کتاب اور سنت ہی کی روشنی میں کرے تو یہ عبدیت و بندگی ہے‘ صرف نماز پڑھنا‘ روزہ رکھنا‘ حج کرنا اور زکوۃ دینا ہی عبدیت و بندگی نہیں۔ اگر یہ عبادتیں ہی عبادت ہوتیں تو دوسرے احکام کیوں دیئے جاتے اور رسول کی اطاعت کا سختی سے حکم کیوں دیا گیا؟ دینِ اسلام نام ہے ایمان اور اعمال صالحہ کا۔ قرآن مجید نے دنیا اور آخرت کی تمام نعمتوں کی خوش خبری ان ہی دو چیزوں پر دی ہے۔

اکثر لوگ صرف نماز‘ روزہ‘ زکوۃ اور حج ہی کی حد تک اسلام کی پابندی کرتے اور باقی زندگی میں اللہ تعالیٰ کے نافرمان بنے رہتے ہیں

اکثر مسلمان صرف نماز‘ روزہ کی حد تک ہی اسلام کے پابند ہوتے ہیں اور نماز کے بعد وہ من چاہی انداز پر زندگی گذارتے ہیں اور جیسے ہی رمضان میں روزے شروع ہوجاتے ہیں وہ اسلام کے قریب

آ جاتے اور جیسے ہی رمضان ختم ہوا وہ اسلام سے بے گانے ہو جاتے ہیں اور صرف جمعہ اور عیدین کی نمازوں کا اہتمام کر کے اپنے آپ کو مسلمان تصور کرتے ہیں۔ حالانکہ قرآن مجید نے ایمان والوں کو دین میں پورے پورے داخل ہونے اور شیطان کی غلامی نہ کرنے کی تاکید کی ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کی اس تاکید کے باوجود بہت سارے مسلمان صرف جسم کے نام ہی سے مسلمان بنے رہتے ہیں یا پھر جمعہ کی نماز ادا کر کے اپنے آپ کو مسلمان سمجھتے ہیں۔ یا پھر رمضان کی پابندی کر کے مسلمان بن جاتے ہیں یا پھر زیادہ سے زیادہ پانچ وقت کی نمازوں کی پابندی کر کے مسلمان بنے رہتے ہیں اور زندگی کے دوسرے تمام کام یا تو جی کی خواہش پر یا شیطان کی اطاعت وغلامی میں یا غیر قوموں کی نقل کر کے ادا کرتے ہیں۔ انکے نزدیک صرف نماز پڑھنا ہی عبادت ہوتا ہے اور وہ نماز کے بعد والی زندگی میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتے ہوئے زندگی گذارتے ہیں۔

ایسے انسانوں کو یہ سمجھنا چاہیے کہ جس طرح وہ نماز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں ادا کرتے ہیں اگر اُن سے یہ کہا جائے کہ آپ تھوڑا جی کی خواہش پر یا ماڈرن طریقے پر نماز اور روزہ اور حج ادا کیجیۓ تو وہ غصہ ہو جائیں گے اور اس کو گناہ اور اللہ کی نافرمانی سمجھیں گے اور ہرگز تیار نہیں ہوں گے۔ مگر افسوس وہی لوگ کھانا کھانے' پانی پینے' پیشاب کرنے' کپڑے پہننے' روپیہ پیسہ کمانے' نکاح کرنے' حکومت کرنے' عدل و انصاف کرنے' ملاقات کرنے یعنی معاشرتی زندگی' اخلاقی زندگی' معمولات والی زندگی حکومت وسیاست کی زندگی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے موجود رہنے اور اسلام کی تاکید کے باوجود ان تمام کاموں کو قرآن وسنت کی روشنی میں ادا نہیں کرتے اور صرف نماز' روزہ' زکوۃ اور حج ہی کی حد تک عبادت کا تصور رکھتے ہیں اسلام اس طرح کی عبدیت وبندگی کی تعلیم نہیں دیتا بلکہ ۲۴ گھنٹوں کی زندگی کو عبدیت وبندگی میں تبدیل کرنا چاہتا ہے۔ ذرا غور کیجیۓ اگر کسی انسان کے پاس ۲۴ روپئے ہوں تو وہ آدمی ہرگز ایسا تو نہیں کرتا کہ ایک روپیہ استعمال کر کے ۲۳ روپیوں کو آگ یا پانی میں ڈال دے یا پھاڑ کر پھینک دے۔ اس کے برعکس ۲۴ روپیوں میں سے ایک روپیہ بھی آگ یا پانی میں گر جائیں تو انسان اس کو بھی نکالنے کی پوری کوشش کرتا ہے ضائع نہیں ہونے دیتا مگر وہی انسان ۲۴ گھنٹوں کی شکل میں اپنی زندگی کی پونجی اور دولت رکھتا ہے اور ان ۲۴ گھنٹوں کے ذریعہ اس کو اپنی آخرت بنانا ہے مگر ایسا انسان دن رات میں سے صرف کچھ دیر کے لئے عبادت

کر کے باقی اوقات کو اللہ تعالیٰ سے غفلت نافرمانی اور بغاوت میں گذار رہا ہے اور نماز کے بعد والی زندگی جہنم پر چل کر گھاٹے اور خسارے کا سودا کر رہا ہے ان میں بھی دو قسم کے مسلمان ہیں۔

نماز کی پابندی تو کرتے ہیں مگر دوسرے کاموں میں اطاعت نہیں کرتے

بہت سے لوگ ایسے ہیں جو صرف نماز پڑھنے ہی کو عبادت سمجھتے ہیں اور زندگی کے دوسرے کاموں میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری نہیں کرتے مثلاً نوکری میں رشوت لیتے ہیں' کاروبار میں سود کھاتے ہیں اور شادی بیاہ کے نام پر جوڑے کی رقمیں اور سامان جہیز کے نام پر لوگوں کا گھر لوٹتے ہیں ایسے لوگوں کے پاس صرف نماز پڑھنا ہی عبادت ہوتا ہے رشوت سے بچنا' سود اور ناجائز مال سے بچنا عبادت نہیں۔

بہت سی عورتیں نماز تو پڑتی ہیں مگر بے پردہ بھی پھرتی ہیں وہ یہ سمجھتی ہیں کہ صرف نماز پڑھنا ہی عبادت ہے پردہ میں رہنا' بے حیائی و بے شرمی کے لباس سے بچنا عبادت نہیں' بہت سارے لوگ نماز تو پڑھتے ہیں مگر لوگوں کے حقوق دبا لیتے ہیں۔ یتیموں' مسکینوں اور بیواؤں کا مال جائیداد کھا جاتے ہیں انکے نزدیک صرف نماز پڑھنا ہی عبادت ہوتا ہے اور حقوق کو دبانا گناہ نہیں۔ بہت سارے لوگ نماز تو پڑھتے ہیں مگر بیوی اور سسرال والوں کے ساتھ ظلم وزیادتی کر کے ناحق انکا مال کھا جاتے ہیں۔ بہت سارے لوگ نماز تو پڑھتے ہیں مگر ان کے نزدیک گانے سننا' پکچر دیکھنا' گالیاں دینا' دھوکہ دینا' فضول خرچی کرنا' سنتوں کے خلاف بدعتوں کو اختیار کرنا' بے ایمانی کرنا' کوئی گناہ نہیں وہ صرف نماز پڑھنے ہی کو عبادت سمجھتے ہیں۔

بہت سارے لوگ نماز تو پڑھتے ہیں مگر لوگوں کی زمین دوکان' مکانوں پر قبضہ کر لیتے ہیں اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ لوگ صرف نماز کو ہی عبادت سمجھتے ہیں باقی دوسرے کاموں کو عبادت نہیں سمجھتے۔ یہ فسق وفجور کی زندگی ہے اس پر جہنم کے عذاب میں جلنا پڑے گا پھر پاک ہو کر جنت میں جانا ہوگا۔

نماز کی پابندی نہیں کرتے مگر اطاعت کے کچھ طریقے اختیار کرتے ہیں

کچھ وہ لوگ ہیں جو نماز کی پابندی تو نہیں کرتے مگر اطاعت فرمانبرداری کے کچھ طریقے اختیار

کرتے ہیں مثلاً سخت پردہ کرتے، غسل کرتے، طہارت سے رہتے، شراب نہیں پیتے، زنا نہیں کرتے، چوری نہیں کرتے، جھوٹ نہیں بولتے، ماں باپ کی خدمت ادب و احترام کرتے، لوگوں کی مدد کرتے، خیر خیرات کرتے، لوگوں سے احترام و ادب سے ملتے مگر نماز نہیں پڑھتے صرف جمعہ و عیدین کی نماز کا بڑے اہتمام کے ساتھ پابندی کرتے ہیں۔ عورتیں گھروں میں رہتے ہوئے پردہ کرتیں، گھر کا کام کاج کرتیں اپنے بچوں اور اہل و عیال کی خدمت میں کھانا پکاتیں، کپڑے دھوتیں، بچوں کی دیکھ بھال پر سخت محنت کرتیں مگر نماز ہی نہیں پڑھتی۔

دنیوی کاروبار میں حاضری رجسٹر پر دستخط اور ڈیوٹی دونوں ضروری ہیں

ان دونوں کی مثال بالکل ایسی ہے جیسے کسی نوکری پر کام کرنے والوں کو لازمی اور ضروری ہوتا ہے کہ وہ صبح دوپہر اور شام میں حاضری رجسٹر میں دستخط کریں پھر کام پر لگ جائیں اب کچھ لوگ تو حاضری رجسٹر پر دستخط کرتے مگر ڈیوٹی کے دوسرے کام انجام نہیں دیتے اور کچھ لوگ ایسے ہیں جو ڈیوٹی کے کام تو انجام دیتے مگر حاضری رجسٹر پر دستخط ہی نہیں کرتے۔ مثلاً ایک شخص بس ڈرائیور ہے اس کیلئے ضروری ہے کہ وہ ہر روز ڈپو جا کر حاضری رجسٹر میں دستخط کرے پھر ڈپو کے حکم کے مطابق بس کو جس روڈ پر لے جانا ہے لیکر جائے اب اگر کوئی ڈرائیور دستخط کرنے کے بعد بس پر نہ بیٹھے اور اس کو ڈپو سے باہر نہ نکالے اور روڈ پر نہ لے جائے بلکہ وہیں ڈپو میں پتے کھیلتا، یا گانے سُنتا، باتیں کرتا، بیٹھا رہے تو ایسی صورت میں حکومت اس ڈرائیور کے خلاف نوٹس جاری کریگی اور ڈیوٹی صحیح طریقے سے انجام نہ دینے پر باز پرس بھی کرے گی۔ ڈیوٹی پر حاضری کے یہ معنی نہیں کہ صرف حاضری رجسٹر میں دستخط کر دیئے جائیں یا پھر اگر ڈرائیور ڈپو جائے مگر حاضری رجسٹر میں دستخط ہی نہ کرے اور گاڑی لے کر چلا جائے اور دن بھر روڈ پر ڈیوٹی انجام دے تو حاضری رجسٹر میں دستخط کے نہ کرنے کی وجہ سے اسکو غیر حاضر ہی تصور کیا جائیگا اور حکومت اسکے خلاف نوٹس جاری کرے گی۔ بالکل ایسا ہی حال اکثر انسانوں کا ہوگیا ہے یا تو وہ دستخط ہی نہیں کرتے یعنی نماز ہی نہیں پڑھتے مگر دن بھر نوکری ڈیوٹی برابر کرتے رہتے ہیں یا پھر نماز تو پڑھ لیتے ہیں مگر اطاعت و فرمانبرداری کے دوسرے کام انجام دینے کیلئے تیار نہیں ہوتے۔

مسلمانوں کی اطاعت کا انداز اس مثال سے سمجھئے

قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ط قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰکِنْ قُوْلُوْآ اَسْلَمْنَا وَ لَمَّا يَدْ خُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ط وَاِنْ تُطِيْعُوْ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ لَا يَلِيْتُكُمْ مِنْ اَعْمَالِكُمْ شَئياً ط اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۔ (حجرات۱۴)

ترجمہ : بدو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے' کہہ دو کہ تم ایمان نہیں لائے البتہ یہ کہو کہ ہم نے (سیاسی) اطاعت قبول کر لی ہے اور ابھی تک ایمان تمہارے قلب میں داخل نہیں ہوا' اگر تم (واقعی دل سے) اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو تو وہ تمہارے اعمال میں کتر بیونت نہ کرے گا' بیشک اللہ در گذر کرنے والا' رحم کرنے والا ہے۔

مسلمانوں کی اطاعت کی مثال ایسی ہے جیسے ایک بادشاہ کے ساتھ اُسکے درباریوں کا سلوک (مثال رہبری کیلئے برابری کیلئے نہیں) بادشاہ کا حکم ہے کہ اسکے تمام درباری ہر روز دربار میں آ کر پانچ مرتبہ سلامی دیں اور اُسکے احکام وقوانین پر عمل کا عہد واقرار کریں اور اپنی نافرمانیوں پر معافی مانگیں اب کچھ درباری ایسے ہیں جو ہر روز پابندی کے ساتھ پانچ مرتبہ دربار آتے اور بادشاہ کو سلامی دیتے اور اسکے احکام بغیر سمجھے بس طوطے کی طرح پڑھتے رہتے ہیں اور اسی عمل کو وفاداری سمجھتے ہیں۔ بادشاہ کہتا ہے کہ میری رعایا کے پاس جاؤ اور اُنکو میرے احکام سناؤ اور احکام پر عمل کر کے میری رعایا کے سامنے میری اطاعت وفرمانبرداری کا نمونہ اور مثال بنو اور ان کو بھی میری اطاعت وفرمانبرداری کی دعوت دو اور میرے احکام سے واقف کرواؤ مگر وہ درباری بس ہر روز پانچ مرتبہ دربار آتے اور بادشاہ کے احکام پڑھتے اور سلامی دے کر چلے جاتے اور دربار سے باہر نکلتے ہی کچھ احکام جو آسان ہوتے ہیں اُنہیں پر عمل کرتے اور باقی تمام احکام کو بالائے طاق رکھ کر زندگی گذارتے' کبھی نہ رعایا کو بادشاہ کے احکام سناتے اور نہ اُن کو بادشاہ کی اطاعت کی ترغیب دیتے اور نہ خود رعایا کے سامنے بادشاہ کی اطاعت کر کے نمونہ اور مثال پیش کرتے ہیں اُنکے نزدیک سلامی دینا ہی اطاعت کا تصور رہتا ہے کچھ درباری ہفتے میں ایک دن ایک وقت نہا دھو کر کپڑے صاف پہن کر سلامی دینے دربار آتے اور پھر سلامی دیکر احکام پڑھ کر چلے جاتے اور پھر دربار سے باہر نکل کر ہفتے کے باقی دنوں میں بادشاہ کے احکام کے خلاف چلتے اور باغی انسانوں کی طرح زندگی گذارتے ہیں۔ بادشاہ کی اطاعت وہیں کرتے جہاں انہیں مال ودولت ملتی ہوئی نظر آتی ہے باقی بادشاہ کی وفاداری کا زبانی اظہار کرتے اور اُسی نسبت سے پورے فائدے اٹھانا

چاہتے ہیں بہت کم درباری ایسے ہوتے ہیں جو سلامی کے ساتھ ساتھ بادشاہ کے احکام پر عمل کرکے رعایا کو بھی بادشاہ کی اطاعت وفرمانبرداری کی دعوت دیتے ہیں۔ بادشاہ بعض درباریوں کو اپنے ملک کے مختلف حصوں میں حاکم اور گورنر بناتا ہے تو یہ لوگ وہاں بادشاہ کا قانون نافذ کرنے کے بجائے اپنا بنایا ہوا قانون یا دشمنوں کا قانون نافذ کرکے حکومت چلاتے ہیں اور پھر بادشاہ کا وفادار ہونے کا اعلان کرتے ہیں بالکل اِسی طرح بہت سارے لوگ صرف جسموں کے نام سے مسلمان بنے رہتے ہیں اور دنیا کے دوسرے انسانوں کی طرح وہ بھی اللہ کو مانتے مگر پہچانتے نہیں وہ یا تو جمعہ کے دن یا رمضان میں یا نام سے یا عیدین میں مسلمان نظر آتے ہیں باقی دنوں میں وہ اسلام سے دور رہتے ہیں اور جو لوگ کسی حد تک دین کی پابندی کرتے ہیں ان کی بے شعوری کا حال بس یہ ہے کہ وہ ایک مشینی انسان روبوٹ کی طرح ہوتے ہیں، جس طرح روبوٹ شعور وفہم سے خالی ہوتا ہے مگر مختلف کام کرتا ہے بالکل اِسی طرح اکثر مسلمان، نماز، روزہ، زکوۃ اور حج کو ادا کرتے رہتے ہیں مگر توحید اور شرک میں فرق ہی نہیں رکھتے اور نہ حرام وحلال کی تمیز ہی رکھتے ہیں وہ مقصد زندگی کو جانے بغیر اور اللہ تعالیٰ کو صحیح پہچانے بغیر دین کے کچھ حصے کی پابندی کرتے رہتے ہیں اور قرآن مجید کی ہر روز پارہ دو پارہ پابندی کے ساتھ تلاوت کرنے کے باوجود قرآن مجید ہی کے خلاف زندگی گذارتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی صحیح پہچان معرفت رکھنے والوں کا عقیدہ بھی صحیح ہوتا ہے اور وہ زندگی کے ہر قدم پر عبدیت وبندگی اختیار کرتے ہیں

يَاأَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوْا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ۔ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعاًوَّ لَا تَفَرَّقُوْا ۔ (آل عمران ۱۰۲)

ترجمہ : اے ایمان لانے والو! اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے، تم کو موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلم ہو۔ سب مل کر اللہ کی رسّی کو مضبوط پکڑلو اور تفرقہ میں نہ پڑو۔

جو لوگ اللہ تعالیٰ کو صحیح پہچانتے اور صحیح مانتے ہیں وہ اللہ اور اس کے رسول پر صحابہ جیسا ایمان رکھتے ہیں انکا ایمان ہی صحیح ایمان ہے اور اسلام کو ایسا ہی ایمان مطلوب ہے یہ روایتی اور بے شعوری والا ایمان نہیں ہوتا بلکہ شعوری اور حقیقی ایمان ہوتا ہے یہ لوگ اسلام کی اندھی تقلید نہیں کرتے اور اللہ کی آیتوں پر

اندھے بہرے بن کر نہیں گرتے' بلکہ پورے شعور کے ساتھ اسلام پر زندگی گذارتے ہیں اور باپ دادا کی اندھی اور گمراہ تقلید نہیں کرتے، یہ لوگ مخلوق کو خوش کرنے کیلئے خالق کی نافرمانی نہیں کرتے۔

یہ لوگ قدم قدم پر ہر قسم کے شرکیہ عقائید و اعمال سے بچتے اور اپنی گفتگو اپنے خیالات اور اپنے اعمال وعقائد سے اللہ تعالیٰ کی بڑائی و کبریائی کو ظاہر کر کے توحید کا اظہار کرتے اور توحید پر زندگی گذارتے ہیں' اور وہ پکار اُٹھتے ہیں: اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔ (الانعام ۱۶۲) میری نماز میرے تمام مراسمِ عبودیت' میرا جینا' اور میرا مرنا سب کچھ اللہ رب العلمین کیلئے ہے۔

ان لوگوں کو خالق اور مخلوق کا فرق اور ان کی صفات کا بہت اچھا علم ہوتا ہے اور وہ مخلوق کو مخلوق کے درجہ میں رکھتے اور خالق کے ساتھ مخلوق کو نہیں ملاتے اور اللہ تعالیٰ کو بے مثل' یکتا اور تنہا مانتے ہیں اللہ تعالیٰ کی پہچان کی وجہ سے رسول کی اطاعت کو اللہ کی اطاعت تصور کرتے ہیں ان کو اگر نمک کی ڈلی کی ضرورت ہو یا جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو غیر اللہ کی طرف متوجہ ہونے کے بجائے اللہ تعالیٰ ہی سے فریاد کرتے اور اُسی سے مانگتے ہیں ہر شر اور خیر اور نفع و نقصان کو مخلوق سے نہیں اللہ سے نسبت دیتے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی تقدیر پر بھروسہ کر کے نا اُمید نہ ہو کر اللہ تعالیٰ ہی سے اُمید رکھتے ہیں۔

وہ ہر چیز سے محبت اللہ تعالیٰ کی خاطر کرتے اور ہر چیز سے نفرت اللہ تعالیٰ ہی کی خاطر کرتے اور اللہ تعالیٰ ہی کی خاطر دیتے اور اللہ تعالیٰ ہی کی خاطر دینے سے رُکتے ہیں وہ کسی چیز سے بھی محبت اللہ تعالیٰ کی محبت کے تحت کرتے ہیں اور خدا سے بڑھ کر ان کو کسی سے محبت نہیں ہوتی وہ کسی کی اطاعت بھی اللہ کی اطاعت کے تحت کرتے ہیں، وہ رسول کی اطاعت کو اللہ کی اطاعت سمجھتے ہیں۔

ان کے نزدیک کتاب وسنت کی خلاف ورزی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا تصور ہوتا ہے وہ نفس کی اور شیطان کی غلامی سے دور رہنا چاہتے ہیں شیطان کو اپنا دشمن نمبر ایک سمجھتے ہیں۔ اُٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے اور اللہ تعالیٰ کے نام کی دہائی دیتے اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو بڑا نہیں بناتے۔

ان کے نزدیک سنت کی بہت اہمیت عزت واحترام ہوتا ہے' زندگی کے ہر قدم پر سنت کی پیروی کو اللہ کی عبدیت و بندگی سمجھتے ہیں اور دین میں اپنی طرف سے کوئی بدعت ایجاد نہیں کرتے۔ ان کے سامنے جب خالص اللہ کا نام لیا جاتا ہے تو خوش ہوتے اور اللہ کی آیات سن کر ان کی آنکھ میں آنسو جاری

ہو جاتے اور ان کے ایمان میں زیادتی ہوتی ہے۔ وہ ہاتھ بھی اللہ ہی کے سامنے اُٹھاتے اور سر بھی اللہ ہی کے سامنے جھکاتے، منت و مرادیں بھی اللہ تعالیٰ ہی سے مانگتے، سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو مشکل کشا، حاجت روا، اولاد، صحت و تندرستی دینے والا نہیں مانتے وہ نہ قبروں کا طواف کرتے، اور کسی انسان یا قبر کو سجدہ کرنا اور غیر اللہ کے نام کے جانوروں اور کھانوں کو حرام سمجھتے ہیں، عروس، جھنڈا، چھلہ، زیارت، ساتواں، دسواں، بیسواں، چالیسواں کو شریعت کے خلاف اور غیر اسلامی سمجھتے ہیں، اُن کی نماز، روزہ، قربانی ان کا جینا اور ان کا مرنا سب کچھ اللہ واحد کیلئے ہوتا ہے وہ سوائے رمضان اور بقرعید کے دوسرے تمام مہینوں میں کوئی عید وغیرہ نہیں مناتے اور دوسرے مہینوں کی رسموں کو بدعت و گناہ اور غیر اسلام سمجھتے ہیں۔

اپنے عالموں کی باتوں کو قرآن و حدیث کی روشنی میں پرکتے ہیں پھر اس پر عمل کرتے ہیں اور یہود و نصاریٰ کے طریقوں اور جاہلانہ رسم و رواج کے طریقوں سے دور رہتے ہیں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کر کے بھی اللہ سے ڈرتے اور مغفرت کی اُمید رکھتے ہیں۔ اُن لوگوں کو زندگی کا مقصد اچھی طرح معلوم رہنے سے اللہ تعالیٰ کی پہچان بہت اچھی ہوتی ہے اور وہ بہت اچھی طرح یہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو صرف نماز پڑھنے ہی کے لئے نہیں بلکہ اپنی عبدیت و بندگی اختیار کرنے کیلئے پیدا کیا ہے اس لئے سختی کے ساتھ وہ نماز کی پابندی کرنے کے بعد زندگی کے تمام کاموں میں من چاہی انداز کو چھوڑ کر رب چاہی طریقے پر زندگی گذارتے اور زندگی کے دوسرے کاموں میں بھی اللہ تعالیٰ کی عبدیت و بندگی کا مظاہرہ کر کے اپنی تمام زندگی کو عبادت بناتے ہیں۔ چنانچہ وہ زندگی کے دوسرے تمام کاموں کو زندگی کے مقصد کو سامنے رکھ کر کرتے ہیں اور جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے۔

انسان کو نکاح کے ذریعہ بھی عبدیت و بندگی کا موقع دیا ہے

صحیح ایمان والا خالص اللہ تعالیٰ کی محبت اور اللہ تعالیٰ کی خاطر اپنی نفسانی خواہش کو جائز و حلال طریقے سے پورا کرتا ہے اور زنا سے دور رہ کر وہ اپنے مالک کے حکم کی فرمانبرداری میں پیغمبر کے طریقے پر نکاح کرتا ہے اور اپنی نفسانی خواہش کے پورا کرنے میں بھی اللہ کی عبدیت و بندگی اختیار کرتا ہے اور نکاح کے عمل کو عبدیت و بندگی کا رنگ دینے کیلئے ہر قسم کی جاہلانہ رسم و رواج، ناچ گانا بجانا، اور ناجائز طریقے سے لڑکی کے گھر کو لوٹنا اور جوڑے کے نام پر رقم بٹورنے کو حرام، ناجائز اور

گناہ سمجھتا ہے اور نکاح کے عمل کو سنتوں سے آراستہ کر کے نکاح کو عبادت بناتا ہے اور نکاح میں نبیؐ کی اتباع کر کے اپنے نبیؐ کا نمائندہ بن کر قرآن مجید کی عملی مثال لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہے اور نماز کے ساتھ ساتھ نکاح کے عمل کو بھی عبادت میں تبدیل کر کے اللہ تعالیٰ سے برکتوں اور نعمتوں کا مستحق بنتا ہے جو لوگ نکاح سے دور رہ کر زنا کو اختیار کریں گے ان کو جہنم کے عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔ زنا اسلامی شریعت کے مطابق گناہ کبیرہ ہے۔

پردہ اور لباس کے ذریعہ بھی اللہ کی عبدیت و بندگی کا موقع دیا گیا

پوری مخلوقات میں صرف انسانوں کو یہ موقع دیا گیا کہ وہ نماز کے ساتھ ساتھ ستر کی حفاظت کے لئے لباس استعمال کریں اور برہنہ رہ کر بے حیائی و بے شرمی نہ کریں چنانچہ مومن لباس اختیار کر کے اپنے جسم اور جسم کے قابل شرم حصوں کی حفاظت کرتا اور حیا اختیار کر کے بے شرمی و بے حیائی والی زندگی سے دور رہتا ہے اور حیا و شرم کے ذریعہ اللہ تعالی کی عبدیت و بندگی کا مظاہرہ کرتا ہے مومن عورتیں نہ صرف حیاء دار لباس پہنتی ہیں بلکہ اللہ کے حکم اور اللہ کی محبت میں اپنے آپ کو گھروں کی چار دیواری میں بند رکھتیں اور نماز کے ساتھ ساتھ پردے کا اہتمام کر کے اللہ تعالیٰ کی عبدیت و بندگی میں زندگی گذارتی ہیں اور پردہ اختیار کر کے اللہ کی عبادت میں رہتی ہیں اور پردے کے ذریعہ مسلم معاشرہ کو پاک وصاف رکھتی ہیں۔ بے پردگی کا معاشرہ زانی معاشرے کی نمائندگی کرتا اور زنا' بے حیائی و بے شرمی کو رنگ دیتا ہے' فرشتے' جانور' جھاڑ' پہاڑ' پردہ اختیار کر کے اللہ تعالیٰ کی عبادت نہیں کر سکتے مگر مومن عورت نماز کے ساتھ ساتھ پردہ اختیار کر کے اللہ کی عبدیت و بندگی کر سکتی ہے جو لوگ ستر کی حفاظت نہیں کریں گے اور دنیا میں بے حیائی و بے شرمی کو بڑھانے میں مدد دینگے اور بے پردگی کے ذریعہ معاشرے کو ناپاک اور گندہ کریں گے وہ جہنم میں سزا بھی پا سکتے ہیں۔

طہارت' وضو' غسل' پاکی اختیار کر کے اللہ کی عبدیت و بندگی کا موقع دیا گیا

پوری مخلوقات میں انسان اور جن ہی کو یہ موقع حاصل ہے کہ وہ ناپاکی اور گندگی سے نکل کر پاکی' طہارت' وضو اور غسل کر کے اللہ تعالیٰ کی عبدیت و بندگی کو اختیار کر سکتے ہیں اور بے طہارت اور

بغیر غسل کے ناپاک زندگی نہ گذاریں اور بے طہارت اور بغیر غسل کے رہنے کو شیطانی صفت اور اللہ کی نافرمانی اور گناہ تصور کریں۔ چنانچہ ایک ایمان والا پاکی حاصل کرنے کے لئے غسل کر کے اور بار بار بول براز سے طہارت حاصل کر کے اور بار بار وضو کر کے اللہ تعالیٰ کی عبدیت وبندگی اختیار کرتا اور پاکی حاصل کر کے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں رہتا ہے وضوٗ طہارت اور غسل کے صحیح ہونے پر نماز کے درست ہونے کا انحصار ہے اس لئے وضوٗ طہارت اور غسل عبادت کا حصہ ہیں اور جو لوگ غسل اور طہارت سے نہیں رہتے ان کو مرنے کے بعد سزا بھی بھگتنا پڑ سکتا ہے۔

شراب' زنا' سود' چوری' قتل جیسے کاموں سے بچ کر اللہ تعالیٰ کی عبدیت وبندگی کا موقع دیا گیا

ایک ایمان والے کو اس بات کا علم رہتا ہے کہ پوری مخلوقات میں اللہ تعالیٰ انسان اور جن ہی کا امتحان لے رہا ہے اور امتحان کی خاطر اللہ نے بہت ساری چیزوں کو حرام کر کے انسانوں اور جنوں کو اپنی عبدیت وبندگی اختیار کرنے کا موقع عطا فرمایا چنانچہ مومن نماز کے بعد شراب' زنا' سود' چوری' قتل جیسے کاموں کو گناہ کبیرہ سمجھ کر ان سے دور رہ کر ہی عبدیت وبندگی کا مظاہرہ کرتا ہے اور اپنے عمل سے یہ اعلان کرتا ہے کہ وہ جس طرح حالت نماز میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری کرتا ہے اُسی طرح نماز کے بعد دنیا کے میدان میں بھی اللہ کی حرام کردہ چیزوں سے دور رہ کر اپنے آپ کو شیطان کا ساتھی نہیں بننے دیتا اور شیطان کی اطاعت وغلامی سے دور رہتا ہے اسلام نے ناحق کسی انسان کو اور مسلمان کو قتل کرنے کی سزا ہمیشہ ہمیشہ کی جہنم رکھی ہے اسلئے جو لوگ شراب' زنا' سود' چوری' قتل کریں گے جہنم میں سزا کے مستحق بنیں گے اور آخرت میں ذلت اُٹھانی پڑے گی۔

بیوی' بچوں اور رشتے داروں کے حقوق ادا کر کے اللہ کی عبدیت وبندگی کا موقع دیا گیا

ایمان والا نماز کے ساتھ ساتھ اہل وعیال اور رشتے داروں کے حقوق ادا کرنے کو بھی عبادت سمجھتا

ہے اور اللہ کے حکم کے مطابق سب کے حقوق ادا کر کے اللہ کی عبدیت وبندگی کا مظاہرہ کرتا ہے اور آخرت میں اجروثواب کی امید رکھتا ہے وہ یہ بھی ایمان رکھتا ہے کہ حقوق ادا نہ کرنے پر آخرت میں پکڑ ہوگی اور حساب لیا جائیگا اور جواب دینا پڑے گا۔ جولوگ دوسروں کی حق تلفی کریں گے قیامت کے دن اس حق تلفی کے بدلے نیکیاں دینی پڑیں گی اور دوسروں کے گناہ لینے ہوں گے۔

شکرصبر کواختیار کر کے اللہ کی عبدیت وبندگی کا موقع دیا گیا

انسان کو زندگی گذارنے میں مختلف حالات سے گذرنا پڑتا ہے کہیں نیکیوں پر جمے رہنے کیلئے مشقت اٹھانا پڑتا ہے کہیں گناہوں سے بچنے کیلئے مجاہدہ کرنا پڑتا ہے اور کہیں تکالیف ومصیبت اور پریشانیوں کو برداشت کرنے کیلئے صبر کرنا پڑتا ہے زندگی کی ان تینوں حالتوں میں انسان کو صبر اختیار کرنا پڑتا ہے اور انسانی اخلاق میں صبر سب سے اعلیٰ وعمدہ صفت ہے جس انسان میں یہ صفت پیدا ہوجائے وہ دنیا کی زندگی کو کامیاب طریقے سے گذار سکتا ہے چنانچہ مومن صرف نماز کا مظاہرہ کر کے اللہ کی عبدیت وبندگی نہیں کرتا بلکہ نیکیوں پر جمے رہنے اور گناہوں سے بچنے اور تکالیف کو برداشت کرنے میں خالص اللہ تعالیٰ کے لئے صبر کا مظاہرہ کرتا اور زندگی کی ان تینوں حالتوں میں صبر کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی عبدیت وبندگی کو اختیار کرتا ہے اور اپنے صبر کرنے کو عبادت میں شامل کرتا ہے۔ چنانچہ اگر وہ صبر نہ کرے تو نیکیوں پر باقی رہنا مشکل اور صبر نہ کرے تو گناہوں سے دور رہنا مشکل اور صبر نہ کرے تو تکالیف وپریشانیوں کو برداشت کرنا مشکل ہوجاتا ہے بس صبر ایک بہت بڑی عبادت ہے جس میں اللہ تعالیٰ مومن کے ساتھ ہوتا ہے قرآن مجید میں حضرت ایوب علیہ السلام کی مثال پیش کر کے انسانوں کو صبر کی تعلیم دی گئی اور صبر کے ذریعہ اللہ کی عبدیت وبندگی اختیار کرنے کا طریقہ سکھایا گیا۔

ہنرنوکری وتجارت کے ذریعہ بھی اللہ تعالیٰ کی عبدیت وبندگی کا موقع دیا گیا

جوانسان اللہ تعالیٰ کی صحیح پہچان رکھتا ہے وہ جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سوائے اسکے کسی بھی مخلوق کو تجارت اور نوکری اور ہنر کے ذریعہ محنت کر کے عبدیت وبندگی اختیار کرنے کا موقع نہیں دیا چنانچہ

ایمان والا حلال روزی کمانے کیلئے چوری' دھوکہ دہی بے ایمانی لوٹ مار' سود خوری' حرام کاری' کے راستوں کو چھوڑ کر تجارت کا راستہ اختیار کرتا ہے اور نماز کے بعد تجارت میں اپنے پیغمبر کی اتباع کر کے تجارت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی عبدیت و بندگی اختیار کرتا ہے چنانچہ وہ تجارت کرتے وقت باقاعدہ اپنے پیغمبر کی اتباع میں مال کی خرابی اور نقص کو ظاہر کر کے اور دھوکہ دہی اور جھوٹ اور قسمیں کھانے سے دور رہ کر تجارت کرتا اور بے ایمانی' وعدہ خلافی' سے بچ کر تجارت کے عمل سے یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ اللہ کا عبد اور بندہ ہے' اُس کی تجارت میں اللہ کی عبدیت و بندگی ہے وہ اللہ کا عبد اور بندہ ہونے کی وجہ سے ایسا ہرگز نہیں کرسکتا کہ نماز تو اللہ اور رسول کے طریقے پر پڑھے اور تجارت میں شیطان کی غلامی کرے' چنانچہ وہ اسی عبدیت و بندگی کے احساس کی وجہ سے شراب' سود' مردار جانور' سور' زنا' بت بنا کر فروخت کرنا' جوا اور ریس کے راستوں سے مال کمانا نہیں چاہتا جو لوگ حرام چیزوں سے تجارت کر کے مال کمائیں گے وہ جہنم میں سزا کے مستحق ہو جاتے ہیں اور ان کو برکت نہیں ہوتی۔

حکومت اقتدار' عدل وانصاف کے ذریعہ بھی عبدیت و بندگی کا موقع دیا گیا

شعوری ایمان والا یہ بات اچھی طرح جانتا ہے کہ پوری مخلوقات میں انسان ہی کو اللہ تعالیٰ نے حکومت' اقتدار' کرسی اور عدل وانصاف کر کے اللہ تعالیٰ کی عبدیت و بندگی اختیار کرنے کا موقع عطا فرمایا' فرشتے' جانور' حکومت واقتدار اور کرسی اور عدل وانصاف کے ذریعہ اللہ کی عبدیت و بندگی کرنا چاہیں بھی تو نہیں کرسکتے، یہ موقع صرف انسانوں کو دیا گیا' اس لئے اللہ کی صحیح پہچان رکھنے والے حالت ایمان میں نماز کو بھی عبادت سمجھتے اور زمین پر حکومت واقتدار مل جائے تو حکومت واقتدار کرسی وعہدے کو اللہ کی امانت جان کر اللہ کی زمین پر خلیفہ کی حیثیت سے اللہ کے احکام نافذ کرتے اور خود بھی اور لوگوں کو بھی اللہ کے احکام کا پابند بنا کر عبدیت و بندگی کا ثبوت پیش کرتے ہیں ایسا نہیں کہ وہ حالت نماز میں تو اللہ کے عبد و بندے بنے رہیں اور حکومت واقتدار میں اللہ کے باغی بنے رہیں جو لوگ طاقت وقوت ملنے کے بعد اپنے ملکوں میں اللہ کے احکام نافذ کر کے زندگی نہیں گذارتے اور عوام غیر اللہ کے احکام سے بے زاری ظاہر نہ کرے تو ان کو اللہ کے پاس جواب دینا ہوگا۔ اس لئے کہ جب قرآن مجید پر ایمان ہے تو اس کے احکام سے بھی محبت ہونا ضروری ہے۔

غرض انسان کو نماز کے علاوہ زندگی کے دوسرے تمام کاموں میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری کے ذریعہ عبادت و بندگی کا موقع دیا گیا ہے تاکہ انسان اپنی زندگی کے ہر ہر منٹ اور ہر ہر گھڑی کو ضائع اور برباد کئے بغیر زندگی کے ہر شعبہ میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت وغلامی کرتے ہوئے اپنی پوری زندگی کو عبادت بنالے، اسی لئے فرمایا گیا کہ: وَ مَاخَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۔ ہم نے انسانوں اور جنوں کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔اس انداز پر عبادت دوسری مخلوقات نہیں کرسکتیں۔

کیا اللہ تعالیٰ مخلوقات کی عبادت و بندگی کا محتاج ہے؟

اکثر بیوقوف اور نادان لوگ مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے کہتے ہیں کہ تمہارا خدا تو عبادت کا محتاج ہے، خوب اچھی طرح یاد رکھئے کہ اللہ تعالیٰ کسی چیز کا محتاج نہیں، اللہ تعالیٰ کو کسی قسم کی حاجت و ضرورت ہے ہی نہیں، وہ محتاجی سے پاک ہے، جو محتاج ہوتا ہے وہ خدا نہیں ہوتا، اگر پوری کائنات مل کر بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے تو اس کے مرتبہ و مقام اور عزت میں ذرّہ برابر کمی اور فرق نہیں آتا اور اگر پوری کی پوری کائنات مل کر اس کی عبادت و اطاعت کرے تو اس کے مقام و مرتبہ اور عزت میں بال برابر بھی اضافہ نہیں ہوتا، اللہ تعالیٰ جب ہم کو عبد اور بندہ بنایا ہے تو ہم سے اپنے مالک کے لئے عبدیت و بندگی ہی نکلنی چاہئے، یہ بندوں پر اللہ تعالیٰ کا حق ہے، ہم اللہ تعالیٰ کے عبد و بندہ ہوتے ہوئے غیر اللہ کی عبدیت وغلامی نہیں کرسکتے، غلامی تو صرف مالک ہی کی ہوگی۔

اللہ تعالیٰ کائنات کی تمام چیزوں کو خاص خاص مقاصد کے ساتھ پیدا کیا ہے اور ان میں اسی قسم کی صفات اور مزاج رکھا ہے، پوری مخلوقات میں صرف انسان اور جن ہی دو ایسی مخلوقات ہیں جن کو امتحان کی خاطر شر اور خیر کی قوت دے کر پیدا فرمایا اور ان کو اختیار و آزادی دیا ہے کہ وہ چاہیں تو اپنی پسند اور خواہش سے اللہ تعالیٰ کی عبدیت و بندگی کریں یا چاہیں تو مخلوق کی غلامی کریں، مگر ان کی کامیابی صرف اس میں ہے کہ وہ خالص اپنے مالک اور پروردگار ہی کی عبدیت و بندگی کریں، اللہ تعالیٰ کی عبدیت و بندگی میں کسی دوسرے کو شریک نہیں کرنا چاہئے، انہیں خالص اللہ تعالیٰ ہی کی

عبدیت و بندگی کے لئے پیدا کیا گیا ہے، مگر اللہ تعالیٰ نہ ان کی عبدیت و بندگی کا محتاج ہے اور نہ اس کو کسی کی عبدیت و بندگی کی ضرورت ہے، ساری کائنات اور کائنات کا ذرہ ذرہ اسی کی عبدیت و بندگی وغلامی میں لگا ہوا ہے، اگر انسان اللہ تعالیٰ کی بندگی اور غلامی کرے گا تو اس میں اسی کا فائدہ ہے، وہ عزت اور انعامات سے نوازا جائے گا اور اگر انسان اللہ تعالیٰ کی بندگی اور غلامی سے منہ موڑے گا تو اللہ کو ان کی ضرورت بھی نہیں، وہ بے نیاز اور غنی ہے، وہ ایسے نافرمان بندوں کو ہٹا کر دوسرے انسانوں کو لائے گا جو اس سے محبت کریں گے اور اس کی بندگی اور غلامی میں زندگی گذاریں گے، اس کی مثال بالکل ایسی ہے جیسے ایک بڑی کمپنی میں کچھ انسانوں کو کمپنی کے بڑے بڑے عہدوں پر کچھ اختیارات اور دولت دے کر کمپنی کا انتظام صحیح چلانے کے لئے مقرر کیا گیا ہو، اب ایسی صورت میں کمپنی کے یہ بڑے عہدیدار اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے کے بجائے کمپنی کو اپنی ملکیت سمجھے اور کمپنی میں ناچنے گانے، شراب پینے، زنا کرنے اور کمپنی کی دولت کو جوا، ریس میں لٹانا شروع کردیں تو ایسی صورت میں کمپنی کا مالک ان کی اس حالت کو دیکھ کر ان کو یہ احساس دلائے گا کہ وہ کمپنی میں اپنے مالک کی مرضی اور حکم کو پورا کرنے کے لئے رکھے گئے ہیں، ان کو اپنی ڈیوٹی مالک کی مرضی کے مطابق کرنا چاہئے، اگر وہ ایسا نہیں کریں گے تو انہیں کمپنی کے عہدوں سے ہٹا کر ان کی جگہ دوسرے لوگوں کو لایا جائے گا، وہ بحیثیت مالک ہونے کے اپنے نوکروں کا محتاج اور مجبور نہیں اور نہ اس کو ایسے نافرمانوں کی ضرورت ہے، بالکل اسی طرح دنیا کی اس زندگی میں انسانوں کو بت پرستی، قوم پرستی، مخلوق پرستی، نفس پرستی، شیطان پرستی، دولت پرستی، جیسی جہالت وگمراہی اور شرک وکفر کی حالتوں کو دیکھ کر مالک کائنات انسانوں کو یہ تعلیم دے رہا ہے کہ وہ اس دنیا میں خالص اللہ تعالیٰ ہی کی عبدیت و بندگی اور غلامی کے لئے پیدا کئے گئے ہیں، اگر وہ اللہ کی عبدیت و بندگی سے منہ موڑیں گے تو اللہ ان کو اس دنیا سے ہٹا کر دوسرے فرمانبردار اور غلامی کرنے والے بندوں کو لائے گا، اس لئے وہ اپنی غفلت اور نافرمانی سے باز آجائیں، پانی جب تک ندی، نالے، دریا اور سمندروں میں ہوتا ہے تو گندگی کے ساتھ رہتا ہے اور جب وہ ابر کی شکل اختیار کرتا ہے تو صاف، میٹھا اور شفاف پانی بن کر برستا ہے، ابر پانی کو برسانے کے لئے اللہ کی کوئی نافرمانی نہیں کرتا اور جہاں پانی برسانا ہو وہاں برسا کر اللہ تعالیٰ کے حکم کو پورا کرکے اللہ ہی کی غلامی کرتا ہے، اسی طرح کائنات کی تمام چیزیں جن جن مقاصد کے

تحت پیدا کی گئی ہیں وہ اپنی اپنی ذمہ داریاں اسی طرح پوری کر کے اپنی ڈیوٹی انجام دے رہی ہیں، ایسا کبھی نہیں ہوتا کہ ابر سے پانی کی جگہ گندگی، گوبر اور بول و براز برستا ہو، حالانکہ سمندر، ندی، نالے اور تالابوں کے پانی میں دواؤں اور کمپنیوں کے فاسد مادے سب کچھ ہوتے ہیں، سمندر اور تالابوں کے جانور اسی میں بول و براز کرتے ہیں مگر وہ ساری گندگیوں کو چھوڑ کر پاک وصاف میٹھا ہو کر برستا ہے، بالکل اسی طرح انسان اور جن جو اللہ تعالیٰ کے عبد اور غلام ہیں اور ان کو شر اور خیر کی صفات کے ساتھ پیدا کیا گیا ہے ان سے صرف اللہ تعالیٰ ہی کی عبدیت و بندگی اور غلامی ظاہر ہونی چاہئے وہ اپنی گندگی اور شر کو دبا کر پاکی اور خیر ہی کو ظاہر کریں۔

جس طرح کمپنی کے بڑے بڑے عہدیدار اپنے آپ کو مالک کا غلام اور فرمانبردار بنانے کے بجائے اپنے آپ کو کمپنی کا مالک یا مالک کا انکار کر کے یا دوسروں کو بھی مالک مان کر ان کی بھی غلامی کریں تو ان کی یہ حالت دیکھ کر مالک کمپنی یہی کہے گا کہ تم لوگ ان حرکتوں سے باز آجاؤ اور مالک کے فرمانبردار بنو، تم کو کمپنی میں رکھا ہی اس لئے گیا ہے کہ تم مالک ہی کی فرمانبرادی کرو اور کمپنی کو مالک کی مرضی کے مطابق چلاؤ، اس طرح کہنا مالک کی مجبوری اور محتاجی نہیں بلکہ اپنے نوکروں کو ان کی ڈیوٹی یاد دلانا ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ انسانوں اور جنوں کو یہ تعلیم دے رہا ہے کہ وہ عبد اور بندے ہیں اور ان میں عبدیت و بندگی ہی ہونی چاہئے، اگر وہ عبد اور بندے ہونے کے باوجود غیر عبدیت اور نافرمانی اور شیطانیت کا مظاہرہ کریں گے تو پھر ان کی پیدائش کا مقصد ہی الٹا ہو جائے گا، کائنات میں جب ایک پھول کھلتا ہے تو وہ پھول جیسے صفات ہی کو لیکر ظاہر ہوتا ہے اگر پھول میں پھول جیسے صفات نہ ہوں اور خوشبو کی جگہ بول و براز کی بدبو آجائے تو پھول پھول کہلانے کے لائق نہیں ہوتا، دنیا کے اندر جتنی چیزیں ہوتی ہیں ان کے ساتھ ضابطہ اور اصول بھی یہ ہوتا ہے کہ جب تک وہ اپنا کام کرتی ہیں ان کی حفاظت کی جاتی ہے، ان کو عزت دی جاتی ہے اور ان کی قیمت ملتی ہے، جب وہ کام کرنا چھوڑ دے تو بے قیمت بھی ہو جاتی ہے اور اس کو پھینک دیا جاتا ہے، اس کی کوئی حفاظت بھی نہیں کی جاتی، پھول جب تک اپنی صفات کے ساتھ ہوتا ہے اس کو گلے کا ہار بنا کر رکھا جاتا ہے اور اس کی قیمت ادا کی جاتی ہے اور اس کی حفاظت بھی کی جاتی ہے، جب وہ سوکھ جاتا ہے اور خوشبو ختم کر دیتا ہے تو اس مردہ اور سوکھے ہوئے پھول کو گلے کا ہار بنانے کے بجائے کچرے کی کنڈی میں پھینک دیا جاتا ہے یا

پیروں میں روندا جاتا ہے اوراس کی کوئی قیمت بھی نہیں دی جاتی ۔

بالکل اسی طرح انسان اور جن عبد اور بندے ہونے کے ناطے اپنے اندر سے وہی عبدیت و بندگی کے صفات کو ظاہر کریں، جس طرح ساری کائنات اللہ کی غلامی کررہی ہے اسی طرح وہ بھی اپنی مرضی، خواہش اور پسند اور چاہت سے اللہ تعالیٰ ہی کی غلامی و بندگی کریں اور قدم قدم پر اللہ کے عبد اور بندے ہونے کا اظہار کریں، اگر وہ اللہ کی عبدیت و بندگی اور غلامی نہیں کریں گے تو ان ہی کو نقصان، گھاٹا اور خسارہ ہوگا، ان کی فرمانبرداری اور نافرمانی سے اللہ کو کوئی فائدہ اور نقصان نہیں، اللہ تعالیٰ ان کی عبدیت و بندگی کا محتاج نہیں، وہ سب اللہ کے محتاج ہیں، وہ اگر بندگی اور غلامی سے منہ موڑیں گے تو بے قیمت ہوجائیں گے اور ان کو ذلت کے ساتھ جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

عبادت دراصل شکر کے مجموعہ کا نام ہے، انسان بندہ ہوکر اپنے مالک کا مختلف طریقوں سے شکرادا نہیں کرے گا تو بندہ اور عبد کہلانے کے لائق نہیں رہے گا، اس لئے انسان اور جن کو چاہئے کہ وہ زندگی کے ہر شعبہ میں اللہ تعالیٰ کی غلامی کو اختیار کرکے اپنی عبدیت و بندگی کا اظہار کرکے شکر گذار بنیں اور انسان کو اس تاکید سے یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے وہ کسی دوسرے کی غلامی اور بندگی نہیں کرسکتے اور نہ کوئی دوسرا غلامی اور بندگی کے لائق ہے، صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی غلامی، اطاعت اور بندگی کے لائق ہے، بندگی اور غلامی صرف اسی کی کیجائے گی، دوسرے کی بندگی کرنے سے شرک ہوجائے گا۔

اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے انسانوں ہی کو فائدہ ہے اللہ کا کوئی فائدہ نہیں

اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے اصل میں انسانوں ہی کو فائدہ، عزت، سکون اور راحت ہے، وہ اگر اطاعت نہ کریں تو ان کو ہی نقصان، خسارہ اور گھاٹا ہے اور وہ خود گندگی، پریشانیوں، ذلت اور مصیبتوں میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔ مثلاً

○ **نماز** پڑھنے سے اللہ تعالیٰ کی یاد باقی رہتی ہے، انسان کو پاکی اور نورانیت حاصل ہوتی ہے اور قلبی سکون نصیب ہوتا ہے، نماز پڑھنے والا جسمانی اور روحانی طور پر تندرستی حاصل کرتا ہے اور نماز اس کو بے حیائی اور برائیوں سے روکتی ہے، نماز کی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت میں ہوتا ہے اور اللہ

تعالیٰ کے دربار میں حاضری دے کر خاص بندوں میں شامل ہوجاتا ہے، نماز نہ پڑھنے سے لعنت کا مستحق ہوجاتا ہے، نماز کی وجہ سے ایمان بار بار تازہ ہوتا جاتا ہے۔

O **روزہ** رکھنے سے ایمان بڑھتا اور تازہ ہوتا ہے، انسان ہی کے جسم اور روح کو فائدہ حاصل ہوتا ہے اور تندرستی بھی ملتی ہے، انسان اپنے نفس کو قابو میں رکھنا سیکھ سکتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کو کوئی فائدہ نہیں۔

O **خیر خیرات اور زکوٰۃ** سے انسانوں ہی کو فائدہ ہے، ان کے رشتہ داروں اور بھائی بہنوں کی پریشانیاں دور ہوتی ہیں اور انسان خود غرضی سے دور ہوکر ایثار و قربانی دینے والا اور انسانوں کا خیال رکھنے والا بنتا ہے، خیر خیرات اور زکوٰۃ سے سودی کاروبار پرورش نہیں پاتا مگر اللہ تعالیٰ کو خیر خیرات اور زکوٰۃ سے کچھ بھی فائدہ نہیں صرف بندہ کا فائدہ ہے۔

O **پیشاب پاخانہ** سے بچنا انسان کے لئے بہت بڑا سکون کا ذریعہ ہے، جسم اور روح کو پاکی اور طہارت ملتی ہے، کپڑے، بدن کے اعضاء گندگی اور غلاظت سے محفوظ رہتے ہیں اور انسان جسمانی و روحانی طور پر سکون حاصل کرتا ہے اور فرشتوں جیسا بن جاتا ہے اس میں اللہ تعالیٰ کو کوئی فائدہ نہیں۔

O **وضو، غسل** سے انسانوں ہی کو فائدہ حاصل ہوتا ہے، غسل کرنے سے جسم کو پاکی اور طہارت حاصل ہوتی ہے روح کو تازگی ملتی ہے اور سکون نصیب ہوتا ہے اور انسان نجاست اور میل، گندگی سے پاکی حاصل کرتا ہے، اسی طرح دن میں کم سے کم پانچ مرتبہ وضو کرنے سے جسم کے اعضاء کی صفائی ہوتی ہے اور انسان بار بار تازہ دم ہوتا جاتا ہے اور انسانی جسم اور روح کو بار بار تازگی ملتی رہتی ہے، غفلت دور ہوتی ہے اور اس پر نورانیت بڑھتی رہتی ہے، اس سے انسانوں ہی کو فائدہ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کا کوئی فائدہ نہیں۔

O **کم کھانے اور کم سونے:** سے انسانوں ہی کی صحت اچھی رہتی ہے اور انسان بیماریوں سے محفوظ رہتا ہے، کم کھانے والے ہمیشہ سستی، کاہلی، آرام طلبی اور نفسانی خواہشات کے شکار نہیں ہوتے، چنانچہ اس میں اللہ تعالیٰ کا کوئی فائدہ نہیں۔

O **بھیک نہ مانگنے** سے انسان عزت دار زندگی گذارتا ہے، بھیک مانگنے والے کو سوسائٹی اور معاشرہ میں عزت نہیں ملتی اور وہ خودداری سے دور ہوجاتا ہے، اس میں محنت اور حلال کمائی کا جذبہ پیدا نہیں ہوتا، وہ ہر ایک کی نگاہوں میں گر جاتا ہے، وہ انسانوں کو دینے کا نہیں بلکہ ان سے لینے ہی کا

جذبہ رکھتا ہے، ہمیشہ بھیک کے ٹکڑوں ہی پر زندگی گذارنا چاہتا ہے، بھیک نہ مانگنے سے انسانوں ہی کو فائدہ ہے خدا کا کوئی فائدہ نہیں۔

- **فضول خرچی** نہ کرنے سے انسانوں ہی کا فائدہ ہے، روپیہ پیسہ انسان ناجائز اور حرام طریقوں سے خرچ کرکے اسراف کا شکار ہوجاتا ہے اور اپنے آپ کو مشکلات و پریشانیوں میں مبتلا کرلیتا ہے، اسراف نہ کرنے سے انسان پریشانیوں سے بچ سکتا ہے اور محتاج اور مجبور بننے سے محفوظ رہتا ہے اور قرض لینے سے محفوظ رہتا ہے، اور اسراف سے پیسے کا غلط اور ناجائز استعمال کرکے اعمال رذیلہ کا شکار ہوجاتا ہے اور شیطان کا بھائی بن جاتا ہے، اسراف نہ کرنے سے انسان ہی کو فائدہ ہے اللہ تعالیٰ کا کوئی فائدہ نہیں۔
- **شراب گانجہ** اور ایسی بہت سے حرام کردہ چیزوں سے بچنے سے انسان بہت سی برائیوں سے دور رہ سکتا ہے اور اس کے عقل اور جسم، کمائی کی حفاظت ہوتی ہے، وہ مصیبت اور پریشانیوں سے محفوظ رہ سکتا ہے، اس کے اخلاق خراب نہیں ہوتے اور معاشرہ میں سکون رہتا ہے، شراب تو تمام برائیوں کی ماں ہے، شراب، زنا، ناچ گانے بجانے سے انسان اخلاق رذیلہ کا شکار ہوجاتا ہے اور معاشرہ کو گندہ اور ناپاک کردیتا ہے، اس میں انسانوں ہی کا فائدہ ہے اللہ تعالیٰ کا کوئی فائدہ نہیں۔
- **نکاح** کرنے، عورت پردہ میں رہنے سے انسانی معاشرہ میں برائی و بے حیائی نہیں پھیلتی، زنا مشکل ہوجاتا ہے، میاں بیوی ایک دوسرے کی مدد، ہمدردی کے قابل رہتے ہیں، عورتوں کی عزت محفوظ رہتی ہے، عورتیں عزت دار زندگی گذار سکتی ہیں، حرام اور ناجائز اولاد پیدا نہیں ہوتی، نکاح کی وجہ سے انسانی پرورش عزت دار طریقہ پر ہوتی ہے، نکاح اور پردہ کرنے سے انسانوں ہی کو فائدہ ہے خدا کا کوئی فائدہ نہیں۔
- **عدل و انصاف** کرنے سے دنیا میں امن قائم رہتا ہے، لوگ ظلم و زیادتی سے محفوظ رہتے ہیں اور زمین میں فساد نہیں ہوتا اور ہر ایک کے حقوق آسانی سے مل جاتے ہیں، انسان مصیبت سے بچ جاتا ہے، اس سے انسانوں ہی کو فائدہ ہوگا خدا تعالیٰ کا کوئی فائدہ نہیں۔
- **سچ بولنے اور تجارت** میں تقویٰ اختیار کرنے سے لوگ دھوکہ نہیں کھائیں گے اور لوگوں کو نقصان نہیں ہوگا، سچ کی وجہ سے ہزاروں انسانی مسائل حل ہوجائیں گے، سچائی انسان کو وعدہ وفا کرنے

امانت کی حفاظت کرنے پر مجبور کرتی ہے اور آپسی معمولات کو صحیح رخ پر پورا کرنے میں مجبور کرتی ہے، ہزاروں جھگڑوں کا خاتمہ ہوجاتا ہے، اس میں انسانوں ہی کا فائدہ ہے اللہ کا کوئی فائدہ نہیں۔

○ **رشوت ‘ سود** نہ لینے سے انسانوں ہی پر رحم ہوگا اور دنیا میں بے ایمانی، لوٹ عام نہ ہوگی اور انسان خودغرض، لٹیرا بننے سے بچ جائیگا اور انسان ہوتے ہوئے انسانوں کا خون نہیں چوسے گا بلکہ انسانیت سے ہمدردی، محبت، ایثار وقربانی پیدا ہوگی، اس میں خدا کا کوئی فائدہ نہیں۔

○ **لوٹ مار، چوری، ڈاکہ** نہ ہونے سے انسان ہی پرسکون زندگی گذار سکے گا اور انسانوں ہی کی عزت وآبرو، جان ومال محفوظ رہیں گے اور وہ بےخوف نیند سو سکے گا اور انسان اخلاق رذیلہ سے بچے گا، چوری کرنے سے انسان سب کی نگاہوں میں ذلیل ہوجاتا ہے، اس میں خدا کا نہیں انسانوں کا فائدہ ہے۔

○ **جوا، ریس** نہ کھیلنے سے انسان مفلسی اور لعنتی زندگی سے محفوظ رہتا ہے، اکثر جوا، ریس شراب کے عادی لوگ قرضدار ہوتے ہیں اور ان کی زندگی تباہ و برباد رہتی ہے، وہ اپنی اولاد اور بیوی کو پریشانیوں میں مبتلا کردیتے ہیں، جوا انسانوں کے لئے ایک لعنت ہے، اس میں انسانوں ہی کا فائدہ ہے اللہ تعالیٰ کا کوئی فائدہ نہیں۔

○ **سلام** کرنے سے انسانوں ہی کو زبردست فائدہ ہے، اس سے آپس میں ایک دوسرے سے محبت پیدا ہوتی ہے اور دشمنی دور ہوکر دوستی اور خلوص بڑھتا ہے اور پہچان نصیب ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت ملتی ہے اور انسانوں کو اپنے اپنے اعمال میں سلامتی ملتی ہے اور انسانوں میں غرور وتکبر پیدا نہیں ہوتا، اس میں انسانوں ہی کا فائدہ ہے اللہ تعالیٰ کا کوئی فائدہ نہیں۔

یہاں ہم اسلام کے تمام احکام پر روشنی نہیں ڈال سکتے صرف سمجھانے کیلئے چند چیزیں بیان کی گئی ہیں، غرض انسان جتنا زیادہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت و بندگی کرے گا اور کرتا جائے گا اتنا زیادہ انسانوں ہی کو فائدہ ہوگا اور انسان ہی فائدہ میں رہے گا، اللہ تعالیٰ کو کوئی فائدہ اور نقصان نہیں، اس تشریح سے معلوم یہ ہوا کہ انسان اور جن اللہ تعالیٰ کی عبادت واطاعت کے محتاج ہیں۔

دنیا کی زندگی میں حرام وحلال رکھا ہی اسلئے گیا کہ انسان اطاعت وغلامی کرے

دنیا کی اس زندگی میں بہت ساری چیزوں کو حلال اور بہت ساری چیزوں کو حرام ، پاک و ناپاک، جائز وناجائز بنا کر رکھا ہی اس لئے گیا ہے کہ انسان اور جن کا امتحان لیا جائے ، آیا وہ حرام، ناپاک اور ناجائز سے بچ کر حلال، پاک اور جائز چیز کو اختیار کر کے اللہ تعالیٰ کی غلامی و بندگی کرتا ہے یا نہیں؟ اور اپنے جسم و جان اور عقل کو خراب ہونے سے بچالے، اسی امتحان کے ثمرات انسان کو نیکی یا بدی، گناہ اور ثواب کی شکل میں ملیں گے، چنانچہ انسانوں کو اس بات کی پوری آزادی واختیار ہے کہ وہ چاہیں تو نکاح کر کے اللہ تعالیٰ کی غلامی کریں، چاہے تو زنا اور آوارگی کے ذریعہ نافرمانی کریں، وہ چاہیں تو محنت کر کے مال کمائیں، چاہیں تو لوٹ مار اور چوری سے مال کمائیں، وہ چاہیں تو سچ بول کر اللہ تعالیٰ کی اطاعت کریں یا جھوٹ بول کر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کریں، اسی طرح وہ چاہیں تو انصاف کر کے اللہ کی غلامی و بندگی کریں یا ناانصافی اور ظلم کر کے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کریں، وہ چاہیں تو نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ کی عبدیت و بندگی کریں یا پھر نماز سے دور بھاگ کر عبدیت و بندگی سے منہ موڑیں، وہ اگر چاہیں تو گالی گلوج اور بے حیائی کی باتیں کر کے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کریں یا چاہیں تو گالی گلوج سے بچ کر شرم وحیاء اختیار کر کے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کریں، وہ اگر چاہیں تو طہارت اختیار کر کے پاک صاف رہ کر غسل جنابت سے پاک بن کر اللہ تعالیٰ کی اطاعت کریں، چاہیں تو جسم کو غلاظت لگا کر جنابت و ناپاکی کی حالت میں رہتے ہوئے اللہ کی نافرمانی کریں، وہ چاہیں تو جوا، شراب، سود، رشوت، حلال وحرام مال کھا کر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کریں یا پھر ان تمام چیزوں سے بچ کر اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کریں۔

انسان اور جن کے علاوہ دوسری مخلوقات کو گناہ کرنے کا اختیار وآزادی نہیں

انسان اور جن کے علاوہ دوسری تمام مخلوقات سوائے اطاعت وفرمانبرداری کے نافرمانی کا اختیار نہیں رکھتیں، اسی لئے ان کے واسطے گناہ یا نیکی اور برائی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور نہ ان کا حساب لیا جائے گا اور نہ ان کے لئے جزا وسزا کا قانون ہے، جزا اور سزا، گناہ اور نیکی کا قانون تو صرف انسان اور جنوں ہی کے لئے ہے، اسی اطاعت و نافرمانی کی بنیاد پر وہ جنتی یا دوزخی کا مقام

حاصل کر سکتے ہیں، جانوروں اور دوسری مخلوقات کو نہ حرام وحلال کی ضرورت ہے اور نہ تمیز اور شعور، وہ گناہ اور نافرمانی کا کوئی کام نہیں کرتے، وہ صرف اور صرف اللہ ہی کی غلامی واطاعت کرتے ہیں، انسانوں اور جنوں کو گناہوں اور نافرمانیوں سے بچنے کے لئے اطاعت وفرمانبرداری کا علم بھی نازل کیا گیا اور وحی الٰہی کے ذریعہ ان کو گناہ، نافرمانی، نیکی اور بدی کی تعلیم، شعور اور تمیز دی جارہی ہے تاکہ وہ گناہ اور نافرمانی کی طاقت رکھ کر اطاعت وفرمانبرادی وغلامی کرسکیں۔

اللہ نے انسان وجن کو اختیاری عبادت کی آزادی دیکر بہت بڑا احسان کیا

اللہ تعالیٰ نے انسانوں اور جنوں کو عبادت اطاعت کا اختیار دے کر ان پر بہت بڑا احسان عظیم کیا ہے، اسی غلامی و بندگی سے وہ اللہ تعالیٰ کا قرب لوٹ سکتے ہیں اور بڑے بڑے درجات حاصل کرسکتے ہیں، یہ موقع انعام اور سودا کسی دوسری مخلوق کو حاصل نہیں، اب ایسی صورت میں انسان اور جن اللہ تعالیٰ کے اس احسان سے فائدہ نہ اٹھائیں اور اس موقع کو یوں ہی گواں دیں تو یہ انسانوں اور جنوں کے لئے بہت بڑی ناقدری اور نااہلی و بیوقوفی ہوگی، اگر انسان اور جن بھی دوسری مخلوقات کی طرح صرف جبری اطاعت وفرمانبرداری کے ساتھ پیدا کردئے جاتے اور ان کو اپنی پسند، چاہت کے ساتھ اطاعت وغلامی کا اختیار نہ ہوتا تو وہ بھی دوسری مخلوقات کی طرح مشینی اور جبری اطاعت کرتے اور اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرکے ختم ہوجاتے، ان کی اطاعت میں اپنی مرضی اور چاہت کا کوئی دخل نہ ہوتا اور وہ انعام کے مستحق بھی نہ ہوتے، اختیار وآزادی کی اطاعت وغلامی سے انسانوں اور جنوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں کو لوٹنے کا موقع اور جنت کا وارث بننے کا اختیار دیا ہے۔

دنیا کے تمام مذاہب میں اسلام ہی وہ واحد مذہب ہے جو انسانوں کو زندگی کا مقصد بتلاتا اور مختلف طریقوں سے اسی کی مشق کرواتا ہے

اگر ہم جائزہ لیں گے تو سوائے اسلام کے کسی مذہب میں انسانوں کو زندگی کا مقصد ہی نہیں بتلایا گیا اور وہ زندگی کا مقصد جانے بغیر زندگی گذارتے ہیں، اسلام نے انسانوں کو زندگی کا مقصد

بتلایا اور دن رات مختلف احکام کے ذریعہ انسان کو اپنے مقصدِ زندگی کی تربیت حاصل کرتے رہنے کے قابل بنایا، چنانچہ ایک مسلمان جتنا زیادہ اسلامی احکام پر زندگی گذارے گا وہ اپنے مقصد زندگی کے تحت زندگی گذارے گا اور جہنم کے راستہ سے بچ کر جنت والے راستہ پر چلے گا، دوسرے مذاہب کے لوگ مختلف محنتیں تو کرتے ہیں مگر ان کے پاس مقصد ہی نہیں ہوتا جس کی وجہ سے ان کی توجہ کا مرکز اللہ تعالیٰ نہیں بلکہ دوسری چیزیں ہوتی ہیں، مگر اسلام نے انسانوں کو زندگی کا مقصد صرف اللہ تعالیٰ کی عبدیت و بندگی بتلا کر انسانوں کی توجہ کا مرکز صرف اللہ تعالیٰ پر کر دیا ہے۔

ہر کام اخلاص کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں کرنے سے عبادت بنتا ہے

ہر وہ کام جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور پیروی میں کیا جائے وہ عبادت کا درجہ پاتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص اللہ کے واسطے بہت ہی اخلاص کے ساتھ فجر کی ۴ رکعتوں کے بجائے ۱۰ رکعتیں پڑھے تو یہ عبادت نہیں کیونکہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونے کے خلاف ہے۔

ایسے ہی اگر کوئی شخص یہ خیال کرے کہ روزہ سب لوگ مغرب تک رکھتے ہیں میں عشاء کے وقت افطار کرونگا اور ثواب زیادہ حاصل کرونگا تو یہ روزہ روزہ نہیں اور نہ قبول کیا جائے گا اور نہ عبادت میں شمار ہوگا اسلئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے ہٹ کر ہے ایسے روزہ کا دین سے کوئی تعلق نہیں۔

اِسی طرح ایک آدمی خیر خیرات کرے مگر لوگوں میں نام ونمود اور دکھاوے کیلئے اپنی بڑائی اور عزت کے خاطر کرے تو یہ خیرات عبادت نہیں کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے واسطے نہیں ہوئی بلکہ لوگوں کے واسطے ہوئی ایسے ہی ایک آدمی نماز پڑھے مگر نیت یہ ہو کہ مجھے لوگ نمازی سمجھیں اور میں لوگوں میں عبادت گذار بندہ کہلاؤں تو یہ نماز عبادت نہیں بلکہ شرک ہے' کیونکہ یہ نماز اللہ تعالیٰ کے واسطے نہیں بلکہ لوگوں کے واسطے پڑھی جارہی ہے۔ ایسے ہی ایک آدمی اپنے ماں باپ کی خدمت کرے اور یہ خدمت ان کی دولت بٹورنے اور لوگوں میں نام حاصل کرنے کیلئے ہو تو یہ خدمت عبادت نہیں اس لئے کہ یہ لوگوں کیلئے اور دولت کی خاطر کی گئی اللہ کے واسطے نہیں کی گئی اکثر لوگ سلام بھی غرض اور مطلب کی خاطر

کرتے ہیں مثلاً لیڈر روٹ کی خاطر' دوکاندار تجارت کی خاطر' پھر کام نکل جائے تو سلام نہیں کرتے تو ایسا سلام بھی مقبول نہیں اسلئے کہ یہ اللہ کیلئے نہیں کیا گیا۔ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ قیامت کے دن تین قسم کے آدمیوں کو بلایا جائے گا ایک عالم' دوسرا دولت مند' تیسرا شہید۔

عالم سے اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں نے تجھے علم سے نوازا تھا تم نے کیا کیا؟ وہ کہے گا میں نے لوگوں کو خوب نصیحت کی اور لوگوں میں تبلیغ کی اور تیرے علم کو خوب پھیلایا پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ کیوں کیا! لوگ تمہیں عالم سمجھ کر عزت کریں اور تم بڑے عالم کہلاؤ وہ شہرت تو مل گئی اور تمہارا مقصد تم کو مل گیا اب مجھ سے کیا چاہتے ہو؟ پھر اس کو منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈالا جائے گا۔

اسی طرح مالدار سے کہا جائے گا میں نے تجھے لکھ پتی کروڑ پتی بنایا تھا تم نے کیا کیا؟ وہ کہے گا کہ میں نے صدقہ وخیرات کیا' یتیموں' بیواؤں کو دیا اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیوں دیا؟ تاکہ دنیا میں شہرت ہو اور تم سخی داتا کہلاؤ اور تمہارا نام مشہور ہو اور لوگ تمہاری عزت کریں وہ تو ہو چکا اب مجھ سے کیا چاہتے ہو۔ یہ لوگ بھی اوندھے منہ گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیئے جائینگے۔

پھر اللہ تعالیٰ شہید سے فرمائے گا میں نے تم کو صحت مند تندرست بنایا تھا تم نے کیا کیا؟ وہ بولے گا میں نے جہاد کیا اور تیرے نام پر گردن کٹا دی' خون بہایا۔اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیوں کیا؟ اس لئے کہ دنیا میں تمہاری شہرت ہو کہ تم بڑے بہادر اور جواں مرد کہلاؤ لوگ تمہیں شہید کے نام سے یاد کریں۔ شہرت تو تم کو حاصل ہو گئی اب ہم سے کیا چاہتے ہو۔شہید کو بھی اوندھے منہ ہی جہنم میں ڈالا جائے گا۔

ذرا غور کیجئے عالم کی تبلیغ کرنا کتنا بڑا عمل ہے' پیغمبروں کا عمل ہے اخلاص نہ ہونے کی وجہ سے اکارت ہو گیا سخاوت کتنا بڑا عمل ہے مگر وہ بھی اخلاص نہ ہونے کی وجہ سے بیکار گیا' جہاد کتنا بڑا عمل ہے' آدمی نے جان تک دے دی مگر یہ عمل مقبول نہیں ہوا اس لئے کہ اس میں بھی اخلاص نہیں تھا۔

عمل کا ڈھانچہ کام نہیں دیتا جب تک کہ اُس کے اندر اخلاص کی جان اور روح نہ ہو تو مردہ لاش کتنی ہی موٹی تازی خوبصورت کیوں نہ ہو پہلوان جیسی کیوں نہ ہو دفن کرنے ہی کے قابل ہوتی ہے ۔ جتنا اخلاص کم ہوتا جائے گا' اللہ تعالیٰ سے اُتنا ہی تعلق کم ہوتا جائے گا اور جتنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں کمی ہوگی اُتنی بدعات میں اضافہ ہوگا۔ بدعات بڑھتی جائیں گی۔

اللہ تعالیٰ کے حکم کو پورا کرنے کا نام عبادت ہے

عبادت دراصل کسی کام کے کرنے اور نہ کرنے کا نہیں بلکہ اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حکم کو پورا کرنے کا نام عبادت ہے، اگر اللہ تعالیٰ کہیں کہ رمضان میں روزے رکھو تو روزے رکھنا عبادت ہے۔ ایسے ہی جب روزہ سے منع کیا جائے تو روزہ نہ رکھنا عبادت ہے۔ جیسے عید کے دن روزہ سے منع کیا گیا' اسی طرح جب نماز پڑھنے کا حکم دیا جائے تو نماز پڑھنا عبادت ہے اور جب روکا جائے تو رُکنا عبادت ہے جیسا کہ تین اوقات میں نماز پڑھنے سے روکا گیا ایسے ہی غیبت کرنا جو واقع میں تو سچ ہوتا ہے لیکن اس سچ سے منع کر دیا گیا تو غیبت سے رُکنا عبادت ہوگا زندگی اگر بغیر بندگی کے ہو تو اُسی کا نام دنیا ہے اور اگر زندگی میں بندگی ہو تو اُسی کا نام دین ہے اسلام یہ نہیں کہتا کہ تم کاروبار نہ کرو۔ شادی بیاہ نہ کرو' بیوی بچوں سے محبت نہ کرو حکومت واقتدار پر نہ بیٹھو' خیر خیرات نہ کرو یتیموں' مسکینوں اور محتاجوں کی مدد نہ کرو' حقوق ادا نہ کرو بلکہ سب کچھ کرو مگر اپنے مالک کے حکم کے مطابق اور پیغمبر کی اتباع میں خالص مالک کی محبت میں کرو۔ تو ہر کام عبادت بن جائے گا۔

جن انسانوں کو اپنی زندگی کا مقصد سمجھ میں آ جاتا ہے تو وہ انسان خود کو بھوکا رکھ کر دوسروں کو کھلاتے ہیں خود فقیر رہ کر دوسروں کی ضرورت پوری کرتے ہیں' خود چھوٹے بن کر دوسروں کو بڑا بناتے ہیں خود اپنے مال کو لٹا کر دوسروں کے گھروں کو آباد کرتے ہیں خود بے سہارا ہو کر دوسروں کو سہارا دیتے ہیں۔ خود محنت کر کے دوسروں کی مدد کرتے ہیں خود پیاسے رہ کر دوسروں کو پلاتے ہیں صحابہ کو یہ مقصد معلوم ہو گیا تھا اِسی لئے وہ ہر کام اسی مقصد کے تحت کرتے تھے۔ جن انسانوں کو یہ مقصد سمجھ میں نہیں آتا وہ لوگ خود کو کھاتے اور دوسروں کو بھوکا سلاتے خود کو پہناتے اور دوسروں کو ننگا کرتے' خود کے گھروں کو آباد کرتے اور دوسروں کے گھروں کو گھوڑے جوڑے رشوت کے نام پر لوٹتے اور برباد کرتے' خود کو عزت دلاتے اور دوسروں کو ذلیل کرتے۔ خود کو بڑا سمجھتے اور دوسروں کو چھوٹا اور خود کو اعلیٰ سمجھتے اور دوسروں کو ادنیٰ جانتے ہیں خود آرام کرتے اور دوسروں سے محنت و مشقت کرواتے یہ ابوجہل اور ابولہب کی عادات تھیں۔ کیونکہ وہ زندگی کے مقصد کو سمجھنا نہیں چاہتے تھے اور مقصد کے خلاف زندگی گذارتے تھے۔

مسلمانوں کی زندگی کا دوسرا اہم مقصد

اب تک جتنی بحث کی گئی وہ تو تمام دنیا کے انسان چاہے مسلم ہوں یا غیر مسلم ہوں اُنکو بحیثیت مجموعی بتلایا گیا کہ قرآن مجید کی روشنی میں اُنکی زندگی کا مقصد ''اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے'' مگر قرآن مجید ہی کی روشنی میں اہل ایمان کیلئے اس مقصد کے ساتھ ساتھ مسلمانوں پر ایک اور ذمہ داری ہے جو ان کی زندگی کا دوسرا مقصد کہلائے گا۔

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَامُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْ مِنُوْنَ بِاللّٰهِ ط۔ ترجمہ:تم بہترین اُمت ہو جو نکالی گئی لوگوں کے نفع کیلئے کہ تم نیکی کا حکم کرتے ہو اور برائی سے روکتے ہو۔

ایمان والے کو ایک طرف ۲۴ گھنٹے اپنے مالک و پروردگار کی عبدیت و بندگی کرنا ہے اور دوسری طرف انسانوں کو برائی سے روکنا اور اچھائی کا حکم کرنا ہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اب کوئی نبی نہیں آئے گا اور حضورؐ کی نبوت قیامت تک جاری رہے گی اب ایسی صورت میں حضورؐ کے امتیوں پر یہ ذمہ داری ڈالی گئی ہے کہ وہ دنیا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں زندگی گذارتے ہوئے حضور کے نمائندہ بن کر دنیا کے تمام انسانوں کو سدھارنے اور درست کرنے کی فکر کریں۔ اور اُن کو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دیں اور نیکی کا حکم دیں اور برائی سے روکیں اگر مسلمان یہ کام اپنی اپنی استطاعت اور صلاحیت کے ساتھ کریں گے تو ان کی زندگی کا یہ دوسرا مقصد پورا ہوگا ورنہ کل قیامت کے دن وہ اللہ تعالی کے سامنے جواب دہ رہیں گے اور دوسروں کو گناہوں سے نہ روکنے اور نیکیوں کا حکم نہ کرنے پر سزا بھی پا سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے دنیا کو امتحان گاہ بنا کر کچھ انسانوں کو اجالے میں اور کچھ انسانوں کو اندھیرے کے ماحول میں پیدا کیا ہے اور دونوں کی فطرت صحیح رکھی ہے اب اجالے والے انسانوں پر یہ ذمہ داری رکھی گئی ہے کہ وہ خود اُجالے کے ماحول میں چلیں اور اندھیرے والوں کے سامنے قرآن مجید کی چلتی پھرتی مثال بن کر اندھیرے والوں کو اُجالے میں آنے کی دعوت دیں اور اُن پر حجت تمام کریں اگر انہوں نے نماز، روزہ، اور زکوۃ و حج کے ساتھ ساتھ اس فریضہ کو بھی ادا کیا تو اپنی زندگی کے مقصد کو حاصل کر لیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو دوسرے انسانوں تک پہنچا کر حجت تمام کریں ورنہ دوسرے لوگ ان پر مقدمہ ڈال سکتے ہیں۔

اسی کی تاکید سورۃ العصر میں اللہ تعالیٰ نے قسم کھا کر بیان کیا ہے کہ:

وَ الْعَصْرِO اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍO اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَ تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَ تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِO

''قسم ہے انسانوں کے تیزی سے گذرتی ہوئی عمر اور وقت کی کہ تمام کے تمام انسان گھاٹے اور خسارہ میں ہیں اور صرف وہی لوگ کامیاب ہیں جو ایمان لائے، اعمال صالحہ اختیار کیا اور حق کی وصیت و نصیحت کی اور صبر اختیار کیا''۔

جن لوگوں میں یہ چار صفات ہوں گے وہی لوگ گھاٹے اور خسارہ سے محفوظ رہیں گے، جن میں یہ چار صفات نہیں وہ نقصان اور گھاٹے میں ہیں اور ناکام لوٹنے والے ہیں۔

عبدیت و بندگی سے منہ موڑنے والوں پر دنیا میں بھی عذاب آسکتا ہے

عام طور پر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ شرک وکفر کرنے والوں ہی پر دنیا میں عذاب آتا ہے مگر قرآن مجید نے پچھلی قوموں کے حالات پیش کر کے ایمان والوں کو یہ تعلیم دی کہ پچھلے پیغمبروں کی امتوں میں اطاعت وفرمانبرداری سے منہ موڑنے پر ان کو بھی عذاب نازل کر کے ہلاک کر دیا گیا، چنانچہ سورۂ اعراف میں مختلف پیغمبروں کی امتوں کے حالات پیش کئے گئے، آیت نمبر: ۸۰ کا مفہوم ہے کہ لوط علیہ السلام کی قوم عورتوں سے اپنی نفسانی خواہش پوری کرنے کے بجائے مرد مرد ہی سے بے حیائی و بے شرمی کا کام کرتے اور عورتوں کے مقابلہ مردوں کو پسند کرتے، حضرت لوط علیہ السلام نے ان سے کہا: ''کیا تم ایسے بے حیاء ہوگئے ہو کہ وہ فحش کام کرتے ہو جو تم سے پہلے دنیا میں کسی نے نہیں کیا؟ تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں سے اپنی خواہش پوری کرتے ہو، حقیقت یہ ہے کہ تم لوگ بالکل ہی حد سے گذر جانے والے لوگ ہو''۔ مگر ان کی قوم کا جواب اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ ''نکالو ان لوگوں کو اپنی بستیوں سے، بڑے پاکباز بنتے ہیں''، آخر کار اللہ تعالیٰ نے ان پر پتھروں کی بارش برسائی اور ہلاک کر دیا۔ ذرا غور کیجئے کہ حضرت لوطؑ کی قوم بے حیاء، بدکردار اور بداخلاقی کی انتہا پر جمی ہوئی تھی جس کی وجہ سے دنیوی عذاب میں مبتلا ہوئی۔

اسی طرح آیت ۸۵ میں حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کا قصہ ذکر کیا گیا، یہ لوگ ناپ تول میں گڑ بڑ کرتے، ڈنڈی مار کر مال فروخت کرتے، ان کی اس چور عادت پر انہیں برابر برابر اور صحیح صحیح

ناپ تول کرنے کا حکم دیا گیا، جب انہوں نے اپنے پیغمبر کی بات نہ مانی تو اللہ تعالیٰ کا عذاب آیا اور ہلاک کردئے گئے اور وہ اپنے گھروں میں اوندھے منہ پڑے کے پڑے رہ گئے۔

اسی طرح آیت: ۱۶۳ رمیں بنی اسرائیل کے ان لوگوں کا ذکر کیا گیا جنہیں ہفتہ کے دن سمندر سے مچھلی کا شکار کرنے سے روک دیا گیا تھا،مگران کی نافرمانی کی وجہ سے ان کی آزمائش کے لئے ہفتہ ہی کے دن سمندر کا پانی چڑھ آتا اور مچھلیاں بھی خوب آتیں باقی دنوں میں غائب رہتیں، ان لوگوں نے ہفتہ کے دن کو عبادت کا دن مان کر شکار نہ کرنے کا عہد کیا تھا مگران میں کا ایک گروہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی خلاف ورزی کر کے ہفتہ کے دن مچھلی کا شکار کیا، دوسرا گروہ ان کی اس نافرمانی اور عدول حکمی پر خاموش دیکھتا رہا، تیسرا گروہ خود بھی بچا اوران کو روکتے رہا، آخر کار اللہ تعالیٰ کا عذاب آیا اور پہلے اور دوسرے گروہ بندر بنادیا گیا اور ہلاک کردیا گیا۔

اسی سورۂ اعراف کی آیت: ۱۱ میں شیطان کے آدمؑ کو سجدہ نہ کرنے کا ذکر ہے، شیطان نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کیا بلکہ اللہ کے حکم کی خلاف ورزی اور نافرمانی کی وجہ سے وہ اللہ کی رحمت سے دور کردیا گیا اور مردود بنادیا گیا اور ذلیل کردیا گیا۔

پھر شیطان نے حضرت آدم حوا کو بھٹکا کر جو نافرمانی کروائی وہ شرک کی نافرمانی نہیں تھی، حضرت آدمؑ وحوا کوئی شرک کرنے کے جرم میں جنت سے نہیں نکالے گئے تھے بلکہ شیطان نے ان سے اللہ کے ایک حکم کی نافرمانی کرائی اور وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف اس درخت کا پھل کھالئے، چنانچہ اسی نافرمانی کی پاداش میں وہ جنت سے نکالدئے گئے، پھر زمین پرآنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کرلی اور معاف کردیا اور انسانوں کو یہ تعلیم دی گئی کہ اگر عبدیت و بندگی میں غلطی اور بھول ہوجائے تو اللہ تعالیٰ سے رجوع ہوکر معافی مانگو،توبہ کرو اللہ تعالیٰ آدمؑ وحوا کی طرح تمام بندوں کو معاف کردے گا۔

اسی سورہ اعراف آیت: ۴۰ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: یقین جانو! جن لوگوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا ہے اوران کے مقابلہ میں سرکشی کی ہے ان کے لئے آسمان کے دروازے ہرگز نہ کھولے جائیں گے، ان کا جنت میں جانا اتنا ہی ناممکن ہے جتنا سوئی کے ناکہ سے اونٹ کا گذرنا، ان کے لئے تو جہنم کا بچھونا ہوگا اور جہنم ہی کا اوڑھنا ہوگا، یہ ہے وہ جزا جو ہم ظالموں کو دیا کرتے ہیں، برخلاف اس کے جن لوگوں نے ہماری آیات کو مان لیا ہے اور اچھے کام کئے ہیں وہ اہل جنت ہیں جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔